ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۸ ربیع الاوّل ۱۳۸۷ھ
۷ جولائی ۱۹۶۷ء
رحمتِ کائنات نمبر
مرکز مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص میں یہ چاروں باتیں جمع ہو جائیں۔ تو وہ پورا منافق ہے۔ اور جس میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو سمجھ لو۔ کہ اس میں ایک منافق کی ایک خصلت پیدا ہوگئی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ جب بات کرے۔ تو جھوٹ بولے۔ جب عہد کرے۔ تو توڑ ڈالے۔ اور جب جھگڑا کرے تو بے قابو ہو جائے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالُوْا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ: هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر عہد شکن کا قیامت کے روز ایک جھنڈا ہوگا۔ اور کہا جائے گا۔ کہ یہ فلاں شخص کی غداری کا جھنڈا ہے (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اِسْتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِيْرِ عَامَّةٍ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کے ہر غدار کا جھنڈا اس کے سرینوں پر ہوگا۔ اور وہ جھنڈا اس کی غداری کے بقدر بلند کیا جائے گا آگاہ اور خبردار ہو جاؤ۔ کہ حاکم اعظم سے بڑھ کر اور غادر نہ ہوگا (امام مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهٖ اَجْرَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے روز میں تین آدمیوں کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔ ایک تو اس شخص سے، جس نے میرے نام پر عہد کیا اور پھر توڑ ڈالا اور دوسرے اس شخص سے جس نے آزاد کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھا گیا۔ اور تیسرے اس شخص سے جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا۔ اور اس سے پورا پورا کام لیا۔ پھر مزدوری نہ دی (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" قَالَ: فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مِرَارٍ۔ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ: "اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ" يَعْنِي الْمُسْبِلَ اِزَارَهٗ وَثَوْبَهٗ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لِلْخُيَلَاءِ"

ترجمہ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں۔ کہ قیامت کے روز نہ تو حق تعالیٰ ان سے کلام فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر کرے گا۔ اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمہ تین مرتبہ دہرایا حضرت ابوذر نے عرض کیا۔ خائب وخاسر ہوگئے۔ کون ہیں وہ لوگ یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا ایک تو (تکبر کی وجہ سے، کپڑے کو لٹکانے والا، دوسرا احسان جتانے والا۔ اور تیسرا وہ جو جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان فروخت کر دے (مسلم) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ مذکور ہیں۔ وہ جو اپنے آزار لٹکانے والا ہے۔ یعنی اپنے آزار اور کپڑے کو نیچا بوجہ تکبر کے لٹکانے والا ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لِكُلِّ امْرِئٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، اِلَّا امْرَءًا كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيَقُوْلُ اتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہر پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ تو ہر اس شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ جو اللہ رب العزت کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت اور دشمنی ہو تو کہا جاتا ہے۔ کہ ان دونوں کو چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
٦٧٥٤٥

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۲۸ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۶۷ء | شمارہ ۹

"کچھ اپنے متعلق"

۴۴ صفحات پر مشتمل رحمتِ کائنات نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہے - ادارہ خدام الدین کو دلی قلق اور افسوس ہے کہ وہ اس نمبر کے سلسلے میں اپنی سابقہ روایات کو قائم نہیں رکھ سکا - اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ادارہ نے نمبر نکالنے کا فیصلہ نہایت عجلت کے عالم میں کیا اور مضامین نگار حضرات کے رشحاتِ قلم حسبِ خواہش موصول نہ ہو سکے - نیز ایجنٹ حضرات نے اپنی مطلوبہ تعداد سے ادارہ کو مطلع کرنے میں جس سرد مہری کا مظاہرہ کیا اس کے پیشِ نظر بھی ادارہ کو مشکل کا سامنا ہوا - نتیجۃً یہی طے پایا کہ موجودہ شمارے کو صرف چار صفحات کے اضافے سے شائع کر دیا جائے اور قیمت میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے - اسی طرح ایک حد تک نمبر کا بھی حق ادا ہو جائے گا - اور قارئین کرام کی جیبوں پر بھی بار نہیں پڑے گا -

تاہم باوجود ان مشکلات اور ضخامت کی کمی کے ادارہ نے اپنی طرف سے پرچہ کو بہتر بنانے کی حتی الامکان کوشش کی ہے - حالانکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اگر ۴۴ صفحات نہیں کائنات کے ذرے ذرے کو کاغذ اور ساری مخلوق خداوندی کو کاتب بنا لیا جائے اور وہ سب مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت لکھنے اور بیان کرنے لگیں تو پھر بھی وہ سیرت کا حق ادا کرنے اور اس کے ہر گوشے کو ورطۂ تحریر میں لانے سے قاصر رہیں گے اور تمام مخلوق کی عمریں ختم ہو جائیں گی مگر سیرتِ رحمتِ کائنات کا بیان ختم نہیں ہوگا ــــ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق بیان فرمائیے تو آپ نے فرمایا تھا کہ قرآن عزیز ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق ہے - بالفاظ دیگر سارا قرآن عزیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے - اکبر الہ آبادی مرحوم نے بھی اس حقیقت کو ان الفاظ میں رقم کیا ہے ؎

چمن قرآن ہے ہر لفظ گل ہے
نہاں ہر گل میں ہے بوئے محمدؐ
محمدؐ پھول ہیں واعظ صبا ہیں
کہ پھیلاتے پھریں بوئے محمدؐ

گویا قرآن عزیز کا ایک ایک لفظ بیان کرنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی کا کوئی گوشہ بیان کرتا ہے اب اس قرآن عزیز کو اللہ رب العزت نے ۲۳ برس میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تو ظاہر ہے جس نبی کی سیرت کو خداوند قدوس نے ۲۳ برس میں بیان کرنا مناسب سمجھا اس کو ساری مخلوق مل کر بھی کیونکر اپنی ساری عمر میں بیان کر سکتی اور صفحات کی قید میں سمو سکتی ہے - چنانچہ اس حقیقت کے پیش نظر غالب جیسے قادر الکلام شاعر کو اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑا اور اس نے بارگاہِ رسالت میں ان الفاظ سے ہدیۂ عقیدت پیش کیا ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

یعنی خداوند قدوس و قادر ہی حضورؐ کے اوصاف بیان کر سکتا ہے - مخلوق میں سے کسی کو یہ طاقت اور ہمت نہیں کہ وہ حضورؐ کے اوصاف و محامد کما حقہ بیان کر سکے -

پس ہمارا فرض یہی ہے کہ ہم گلشن رسالتؐ سے حسب مقدور و استعداد پھول چنتے رہیں - اور ان سے اپنی زندگی کو مزین کرتے رہیں - ایک انسان کی سب سے بڑی معراج یہی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلتا رہے - اور آپؐ کے قدموں تک پہنچ جائے - کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کیا ہی پیارا شعر کہا ہے ؎

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

یعنی ہماری معراج یہی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلیں اور آپؐ سے عقیدت و محبت اور اطاعت کا لافانی رشتہ استوار کریں ــــ رہ گیا حضورؐ کے اوصاف و محامد کا بیان، سیرتِ رحمتِ کائنات کا الفاظ میں سمونا اور چمنستانِ رسالتؐ سے پھول چننے کا قصہ، تو وہاں یہی کہنا پڑے گا ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو زداماں گلہ دارد

بہر حال زیرِ نظر "رحمت کائنات نمبر" پیش کر کے ہم نے مصر کی روایتی بڑھیا کی طرح سوت کی چند انٹیوں کے عوض یوسفؑ کی خریداری کا عزم کیا ہے ؏

گر قبول افتد زہے عز و شرف

یہودیوں سے بائیکاٹ

اسرائیل اور یورپ کی حالیہ جنگ کے محرکات کیا تھے اور اسرائیل کو کرنے والی طاقتیں کون تھیں؟ ان پر روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں - اس لئے کہ یہ سب امور کھل کر سامنے آ چکے ہیں اور ہر شخص اتنی تفصیل کے ساتھ ان سے آگاہ ہو چکا ہے کہ اب ان کا ذکر کرنا ضروری نہیں - البتہ ایک چیز جو اس سارے المیہ کی بنیاد ہے - اس کو ہمیشہ سامنے رکھنا نہایت ضروری ہے اور وہ ہے مغربی طاقتوں اور خود اسرائیل کی اسلام دشمنی - ہمیں اس پر نہ تعجب ہے نہ اعتراض - کیونکہ حق و باطل کی آویزش آج سے نہیں روزِ ازل سے جاری ہے - اور دونوں کا تصادم ہر دور میں ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا -

قومیں اپنی بقا کے لئے ہر ممکن دفاعی اقدام کرتی ہیں - خاص طور پر

مجلس ذکر ۱۳ر ربیع الاول ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۲ر جون ۱۹۶۷ء

یاد خدا سے غفلت نہ برتیئے اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیجئے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بزرگان محترم! اس وقت تمام عالم اسلام پر مصیبت کی گھٹا چھائی ہوئی ہے عربوں کو امریکہ و برطانیہ کی پشت پناہی سے یہود کے ہاتھوں جو شکست ہوئی ہے اس سے تمام دنیا کے مسلمانوں کے دلوں میں گہرا اثر ہوا۔ اور تمام عالم اسلام اس شکست پر خون کے آنسو رو رہا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور ہمارے ہی گناہوں اور نافرمانیوں کا ثمرہ ہے۔ اس میں ہمارے لئے بڑا عظیم درس عبرت ہے۔ اللہ تعالٰے نے ہمیں سبق دیا ہے۔ کہ فتح کسی قوم یا نسل کی اجارہ داری نہیں اور نہ ہی یہ سازوسامان اور کثرت تعداد پر موقوف ہے۔ دست قدرت نے مسلمانوں کو جھنجھوڑا ہے۔ کہ اگر تم نے حق تعالیٰ کی فرمانبرداری نہ کی، سید دو عالم جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ نہ بنایا۔ اور شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزی کرتے رہے تو یاد رکھو تم دنیا سے نیست و نابود کر دیے جاؤ گے۔ اور تمہیں ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا ہوگا پس مسلمانوں کو اپنے گناہوں غلطیوں اور کوتاہیوں پر نظر رکھنی چاہئے اور اللہ تعالٰے سے ڈرتے اور معافی مانگتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ قوت و طاقت کا اصل منبع اور سرچشمہ صرف اسی کی ذات ہے۔ اور عزت و ذلت سب فقط اسی کے ہاتھ میں ہے۔ صوفیائے کرام تو انسان کو ہر گھڑی اپنے نفس کے محاسبہ کی تلقین کرتے ہیں اور اس مقصد کے لئے طرح طرح کے مراقبے تجویز کرتے ہیں۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر مسلمان کو صبح و شام کم از کم دو مرتبہ اپنے گناہوں کا سائن بورڈ بنا کر سامنے رکھنا۔ اور اس پر اللہ کے حضور ندامت کا اظہار کرنا چاہئے۔ توبہ کا دروازہ ہر لمحے کھٹکھٹاتے رہنا چاہئے اور اپنے آپ کو مالک الملک رب العالمین کی یاد کے لئے وقف رکھنا چاہئے۔ اس میں شک نہیں یہ دنیا دارالاسباب ہے اور اسلام اسباب سے قطع نظر کرنے کی تعلیم بھی نہیں دیتا۔ مگر اتنا ضرور کہتا ہے۔ کہ بھروسہ اسباب پر نہ رکھو۔ اسباب کو کام میں لاؤ مگر بھروسہ مسبب الاسباب پر رکھو۔ کبر و غرور اور کثرت تعداد و سامان کے گھمنڈ کو پاس بھی نہ پھٹکنے دو۔ یہ سب روحانی بیماریاں ہیں۔ اور ان کا مریض ذلت و خواری سے دوچار ہوتا ہے۔ پس عاجزی اختیار کرو اور زیردستوں کو زبردست اور پست کو بالا کر دینے والے کی یاد میں لگے رہو۔ انشاء اللہ وہ تمہیں بھی سربلند و سرفراز کر دے گا۔ یاد رکھو! مسلمانوں کا اعتماد غیر اللہ پر نہیں ہونا چاہئے سب سہارے ساتھ چھوڑ دیتے ہیں دنیا کے تمام تعلقات ناپائدار اور عارضی ہیں۔ مگر اللہ کا سہارا سب سے مضبوط ابدی اور پائدار سہارا ہے۔ یہ سہارا یہاں بھی ساتھ نہیں چھوڑے گا اور آخرت میں بھی ساتھ دے گا۔ اس لئے اعتماد فقط اللہ پر رکھئے۔ وہی بے سہاروں کا سہارا اور دکھیوں کے درد کا مداوا ہے وہ ایک دروازہ ایسا ہے جہاں سے کسی کو مانگنے میں شرم نہیں اور نہ وہ مانگنے والوں سے تنگ آتا ہے اس کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے جو چاہے صدا دے اور دامن مراد بھرے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے آؤ! ہم سب مل کر اللہ کے دروازے پر ہاتھ پھیلائیں۔ اپنا بھولا ہوا سبق یاد کریں، اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ کر اسلامی برادری کی نیو اٹھائیں اپنی گزشتہ اور موجودہ خامیوں اور کوتاہیوں کو سامنے رکھ کر ان کا اعادہ نہ کرنے کی ٹھان لیں۔ اور خدا کی توحید کا پھریرا لہراتے ہوئے دشمنان دین پر ٹوٹ پڑیں — انشاءاللہ نصرت خداوندی ہمارے ساتھ ہوگی اور پھر اللہ تعالٰے ذلیل و رسوا نہیں ہونے دیں گے —

اللہ تعالٰے نے مادی سازوسامان کی تیاری کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لئے میدان میں کامیابی کے دو ہی نسخے تجویز فرمائے ہیں۔ فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو

میرا یقین ہے جو مسلمان ان دو نسخوں کو آزمائیگا دشمن پر ضرور غلبہ پائے گا — اللہ تعالٰے ہمیں یہ نسخے آزمانے کی توفیق عطا فرمائے —

اے برادران عزیز! یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں رکھئے کہ ذکر اللہ کی کثرت اور استقامت کی دولت اہل اللہ اور کاملین بارگاہ خداوندی کی صحبت میں ملتی ہے ا[illegible] ہمیں چاہئے کہ اللہ والوں کی مجالس میں حاضری دیتے رہیں اور ان سے اکتساب فیض کرتے رہیں — اللہ تعالٰے ہم سب کو اپنی [illegible] کی توفیق عطا فرمائے۔ استقامت کی دولت سے بہرہ ور کرے اور اعدائے اسلام پر غلبہ نصیب فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین —

۱۲ر ربیع الاول ۱۳۸۷ھ مطابق ۳۰ر جون ۱۹۶۷ء

مسلمانوں کی کامیابی وکامرانی کی راہیں

ـــــ نماز اور قربانی ـــــ سے کھلتی ہیں ـــــ

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ (پ ۳۰ - س الکوثر)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو کوثر دیا۔ پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ تحقیق تیرا دشمن ہی تباہ ہوگا۔

ربط آیات

چونکہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمایا ہے۔ اس لئے آپؐ کا فرض ہے کہ اس نعمت کے شکریے میں بدنی اور مالی قربانی کریں۔ نتیجہ ان قربانیوں کا آپؐ کی کامیابی اور آپؐ کے دشمن کی تباہی ہوگا۔ (حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز)

حاصل یہ نکلا کہ سورت مذکورہ بالا میں تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۱) انعام (۲) پروگرام اور (۳) انجام۔

انعام خیر کثیر ہے۔ پروگرام نماز اور قربانی ہے اور انجام دشمنان دین کی تباہی ہوگا۔

کوثر کے معنے

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں "کوثر" کے معنی "خیر کثیر" کے ہیں۔ یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری ـــــ یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے ـــــ؟ "البحر المحیط" میں اس کے متعلق چھبیس ۲۶ اقوال ذکر ہیں۔ اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے۔ کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپؐ کو یا آپؐ کے طفیل میں امت مرحومہ کو ملنے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت وہ حوض کوثر بھی ہے جو اسی نام سے مسلمانوں میں مشہور ہے اور جس کے پانی سے آپ اپنی امت کو محشر میں سیراب فرمائیں گے (اے ارحم الراحمین تو اس خطاکار و روسیاہ کو بھی اس سے سیراب کیجئے۔

(تنبیہ) حوض کوثر کا ثبوت بعض محدثین کے نزدیک حد تواتر تک پہنچ چکا ہے۔ ہر مسلمان کو اس پر اعتقاد رکھنا لازم ہے۔ احادیث میں اس کی عجیب و غریب خوبیاں بیان ہوئی ہیں ـــــ بعض روایات سے اس کا محشر میں ہونا اور کثرت سے جنت میں ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اکثر علماء نے تطبیق یوں دی ہے کہ اصل نہر جنت میں ہوگی اور اسی کا پانی میدان حشر میں لا کر کسی حوض میں جمع کر دیا جائیگا دونوں کو "کوثر" ہی کہتے ہیں ـــــ واللہ اعلم بالصواب

حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز

نے کوثر کے معنی کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:-

"مفسرین حضرات نے کوثر کے دو معنی کئے ہیں۔ ایک حوض کوثر جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن محشر میں اپنی امت کو سیراب فرمائیں گے اور دوسرے خیر کثیر مراد لی ہے اور خیر کثیر سے مراد قرآن ہے۔

تطبیق میرے خیال میں ہر دو معنوں سے مراد ایک ہی چیز ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے کہ جو چیز دنیا میں پائی جاتی ہے اس کی ایک اصل دوسرے جہان میں موجود ہے جس کا نام عالم مثال ہے اور وہاں کی چیزوں کو اس جہان کے مناسب اجسام دئے جاتے ہیں۔ اس بناء پر وہ قرآن حکیم جو یہاں صفحۂ قرطاس پر منقوش ہے اور مومنین کے دل و دماغ میں محفوظ ہے اور بین الدفتین مجلد ہے اور انسان جس کو ہاتھ میں اٹھا لیتا ہے اس کا ظہور عالم مثال میں بصورت حوض کوثر ہوگا۔ جن لوگوں نے اس عالم ناسوت میں اس چشمۂ الٰہی سے جرعہ نوشی کی ہے وہ وہاں حوض کوثر سے شراب طہور پی کر ایسے مست ہو جائیں گے کہ ان پر محشر کا پچاس ہزار سالہ دن اس طرح گذر جائے گا گویا کہ چار رکعت نماز ادا کی اور جن لوگوں نے یہاں اس منبع خیر و برکت سے اعراض برتا وہ وہاں بھی اس سے محروم رکھے جائیں گے۔

حاصل یہ نکلا کہ یہی قرآن عزیز قیامت کے دن حوض کوثر کی صورت اختیار کرے گا۔ چنانچہ دنیا میں

قرآن پاک سے فیضیاب ہونے والے اس کی تلاوت سے لطف اندوز ہونے والے اور اس کی تعلیمات کو عملی جامہ پہنانے والے عالم آخرت میں بھی اس سے فیض یاب ہوں گے۔ جو لوگ یہاں قرآن عزیز سے دُور ہیں عالم آخرت میں بھی حوض کوثر کے قریب نہ پھٹکنے پائیں گے اور محرومی و بدنصیبی کے غار میں جا گریں گے۔

مسلمان کا پروگرام

بزرگانِ محترم! اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرمایا ہے کہ انہیں قرآن عزیز جیسی عظیم و بےمثال نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اب شکرِ نعمت کے طور پر مسلمان کا کام یہ ہونا چاہئے کہ وہ اس نعمت کو وہیں صرف کرے جس مصرف میں صرف کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ اس نعمت کا بہترین شکر نماز اور قربانی کی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے اور یہی ایک مسلمان کی زندگی کا پروگرام ہونا چاہئے۔

پس ایک مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے رب کی نماز بھی پڑھتا رہے اور اللہ کی راہ میں قربانی بھی پیش کرتا رہے۔

حضرت شیخ التفسیر قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ نماز شکرِ نعمتِ قرآن کا بہترین ذریعہ اور ایک ایسی معجون مرکب ہے جس میں عبادت کے علاوہ زندہ قوم بنانے کے تمام لوازمات موجود ہیں۔ ایثار، مساوات، اتحاد، انتخاب امیر، اطاعتِ امیر، وحدتِ مرکزی، جذبۂ قربانی، یادِ آخرت، ذکر و شکر، صبر، دعا تمام چیزوں کی عملی تعلیم نماز میں دی جاتی ہے اور قربانی میں ایثار اور اعتماد علی اللہ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے حصول مقصد میں کامیابی و کامرانی کی راہیں کھلتی ہیں اور انسان بالآخر کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔

لہٰذا اے برادرانِ عزیز! ہم پر فرض ہے کہ حصول رضائے الٰہی کے لئے نماز بھی کما حقہٗ ادا کرتے رہیں اور ہر بدنی، مالی اور وطنی قربانی کرنے کے لئے بھی ہر وقت آمادہ اور تیار رہیں ۔۔۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا ہم سے تمام عمر مطالبہ نہ کریں مگر ہمارا بحیثیت مسلمان ہونے کے فرض اولین ہے کہ اپنی طرف سے ان فرائض کی انجام دہی میں قطعی لیت و لعل نہ کریں ۔۔۔ پھر اگر ہم نے ایسا کرلیا تو یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ "اِنَّا شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ" (بے شک تمہارا دشمن ہی ابتر (دم بریدہ) ہوگا) پورا ہو کر رہے گا۔

میرا ایمان ہے کہ اگر مسلمانانِ عالم نماز اور قربانی کی روح ان دو اصولوں پر دل و جان سے عمل کرنے لگیں تو پھر امدادِ الٰہی یقیناً ان کی پشت پناہ ہوگی۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ کامیابی کی راہیں کھلنے لگیں گی اور جو جماعت یا طاقت اس خدا پرست جماعت کے مقابلہ میں آئے گی ذلت و بربادی اور نامرادی کا منہ دیکھے گی ۔۔۔ انشاء اللہ۔

بقیہ: شذرہ

ایسے حالات میں جبکہ دشمن چاروں طرف سے گھیرا ڈالے ہوئے ہو۔ جب اسلحہ کی جنگ عارضی طور پر موقوف ہو جائے تو اعصابی جنگ کا جاری رکھنا ضروری ہوتا ہے تاکہ قوم کے تمام اعضا مستعد اور چوکس رہیں۔ اسرائیل کی جارحیت کو نہ معاف کیا جا سکتا ہے نہ نظر انداز ۔۔۔ اس لئے یہود سے ہر قسم کے تعلقات کا انقطاع زبردست قومی تقاضا ہے۔ ہم حکومت پاکستان سے درخواست کرتے ہیں کہ پاکستان میں یہود کے کاروباری وسائل پر کنٹرول کرے۔ نیز یہودی مال اور فلموں کی درآمد قانوناً ممنوع قرار دے۔ اس سلسلے میں ہمیں پاکستانی عوام سے بھی بتاکید عرض کرنا ہے کہ فلموں کا دیکھنا اسلامی نقطۂ نظر سے سرے سے درست ہی نہیں بلکہ قطعی حرام ہے۔ لیکن اگر زمانے کی روش کی بناء پر اس لعنت کو ترک نہیں کیا جا سکتا کم از کم اتنا تو ہونا چاہئے کہ قومی غیرت و حمیت کے پیش نظر یہودی مال اور فلموں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ اور ان کو بالواسطہ یا بلا واسطہ کسی قسم کا فائدہ پہنچانے سے احتراز کیا جائے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری یہ آواز ملک کے حکومتی اور عوامی طبقہ میں پذیرائی کے کانوں سے سنی جائیگی۔

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندہری کا

تعزیتی بیان

حضرت مولانا محمد علی جالندہری صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان صدر مجلس احرار شیخ حسام الدین کی وفات حسرت آیات پر تعزیتی بیان دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ شیخ صاحب مرحوم کے ساتھ وہ سلسلہ رفاقت جو تقریباً ۴۰ سال تک استوار رہا۔ موت کے بے رحم ہاتھوں نے دفعۃً توڑ کر رکھ دیا ہے۔ مرحوم اسلام کے ایک بیباک، ایثار پیشہ اور نڈر سپاہی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ان کا سرمایۂ عزیز اور تحفظ ختم نبوت سے انہیں والہانہ لگاؤ تھا چنانچہ وہ تا دم زیست کاروانِ بخاریؒ کے حدی خوانوں میں رہے۔ مغربی سیاست کے تانے بانے کو خوب سمجھتے تھے۔ اور باطل سے ٹکر لینے میں ہر گھڑی مستعد رہتے تھے۔ انگریز کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی ان کی استبداد شکن گرج ہمیشہ فضاؤں میں گونجتی رہی۔ انہوں نے حق کی خاطر بارہا قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور آزادی وطن کے کاروان کو اپنی رجز خوانی سے برابر گرماتے رہے۔ ان کی موت سے جو خلا قومی فضا میں پیدا ہوگیا ہے اس کا پر ہونا بظاہر محال ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام ارکان ان کی وفات کے صدمے سے نڈھال ہیں اور ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دست بدعا ۔۔۔ مولانا نے مساجد کے خطباء، علماء کرام اور جمیع مدارس کے طلباء سے اپیل کی ہے کہ وہ شیخ صاحب مرحوم کے ایصالِ ثواب کی خاطر ختم قرآن پاک کریں اور ان کے لئے زیادہ سے زیادہ مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا مانگیں۔

مولانا نے شیخ صاحب مرحوم کے فرزند شیخ ریاض احمد کے نام تعزیتی خط بھی تحریر فرمایا ہے جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

برادرِ عالی قدر قبلہ شیخ صاحبؒ کی جدائی سے بہت صدمہ ہوا۔ جبکہ میں یتیموں کی

محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیّات

بیان کردہ: حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ: ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خصوصیتیں جناب اقدسِ الٰہی سے حاصل ہوئی ہیں وہ دو قسم کی ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جس میں سب پیغمبر بھی شریک ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نعمت سب سے پہلے اور ان سب سے زیادہ دی ہے اس سبب سے اُن کو اِن سب سے ممتاز فرمایا ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہیں اور انہیں کا خاصہ ہے کسی دوسرے کو اس میں شراکت اور حصہ نہیں ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

(پ ۳۰۔ ع ۱۸۔ آیت ۵۔ سورہ والضحٰی)

ترجمہ: اور عنقریب تجھ کو تیرا رب اس قدر دے گا کہ تو راضی ہو جائیگا۔

یعنی اس سے تیری استعداد اور حوصلے کا جام بھرپور ہو جائے گا اور کچھ آرزو و خواہش باقی نہ رہے گی اور یہ وعدہ نہایت وسعت اور فراخی رکھتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ میں ہرگز راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ اپنی امت سے ایک ایک کو بہشت میں داخل نہ کرا لوں۔

خصوصیّات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیٹھ کے پیچھے ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ رُوبرو۔

۲۔ رات کے وقت اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ دن میں اور روشنی میں۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہنِ مبارک کا لعاب کھاری پانی کو میٹھا کر دیتا تھا اور شیر خوار بچوں کو اپنے منہ کے لعاب سے ایک قطرہ چکھاتے تھے تو وہ بچے سارا دن پیٹ بھرے رہتے تھے دن بھر دودھ طلب نہ کرتے تھے۔ چنانچہ عاشورہ کے دن اہلبیت کے بچوں سے تجربہ ہؤا ہے۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک سفید رنگ کی اجلی شفاف تھیں ان میں بالکل بال کا نام نہ تھا۔

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اتنی دُور جاتی تھی کہ دوسروں کی آواز اس کے دسویں حصہ کو نہ پہنچتی تھی۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سو جاتی تھیں مگر دل جاگتا رہتا تھا۔

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عمر جمائی نہ آئی اور احتلام نہ ہؤا۔

۸۔ آپؐ کے بدن مبارک کا پسینہ مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ یہانتک کہ اگر کسی راستے سے تشریف لے جاتے تو وہ لوگ آپ کے پسینہ کی خوشبو کے سبب معلوم کر لیتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں۔

۹۔ کسی شخص نے آپؐ کے فضلہ کو زمین پر نہ دیکھا زمین پھٹ کر نگل لیتی تھی اور اس جگہ سے مشک کی خوشبو نکلتی تھی۔

۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش کے وقت ختنہ کئے ہوئے، ناف کٹے ہوئے اور پاک صاف، (آپؐ کے بدن مبارک پر پلیدی کا کوئی اثر نہ تھا) پیدا ہوئے اور زمین پر سجدہ کرتے ہوئے اور اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے آئے۔

۱۱۔ آپؐ کی پیدائش کے وقت ایک نور چمکا اور ایسی روشنی ہوئی۔ کہ آپؐ کی والدہ محترمہ کو اُس روشنی کے سبب سے ملک شام کے شہر نظر آئے۔

۱۲۔ فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھولا جھُلاتے تھے اور چاند آپؐ کے ساتھ بچپن کے وقت جھولے میں باتیں کرتا تھا اور جب اس کو اشارہ کرتے تھے تو آپؐ کی طرف جھکتا تھا اور بارہا جھولے میں جھولتے کلام کیا ہے۔

۱۳۔ بادل ہمیشہ آپؐ پر دھوپ کے وقت سایہ کرتا تھا۔ اگر جھاڑ کے تلے آتے تو جھاڑ کا سایہ آپؐ کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔

۱۴۔ آپؐ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

۱۵۔ آپؐ کی پوشاک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

۱۶۔ اگر آپؐ کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور آپؐ کی سواری کے دوران میں لید اور پیشاب نہ کرتا تھا۔

۱۷۔ عالم ارواح میں سب سے اوّل آپ پیدا ہوئے اور جس نے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں بَلٰی کہا وہ آپؐ ہی تھے۔

۱۸۔ براق کی سواری اور معراج آپؐ کے لیے مخصوص تھی۔ آسمان پر جانا اور قَابَ قَوْسَيْن تک پہنچنا اور دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا۔

۱۹۔ فرشتوں کو آپؐ کی فوج اور سپاہ بنانا کہ لشکر کی طرح آپؐ کے ہمراہ ہو کر دشمن سے لڑیں۔

۲۰۔ چاند کا دو ٹکڑے کرنا اور دوسرے عجائب معجزات بھی آپؐ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔

۲۱۔ قیامت کے دن جتنا کچھ آپ کو ملے گا اتنا اور کسی کو نہ ملے گا۔

۲۲۔ اور جو قبر میں سے پہلے اُٹھے گا وہ آپؐ ہی ہوں گے۔ اور جو پہلے بے ہوشی سے ہوشیار ہوگا وہ بھی آپؐ ہی ہوں گے۔ اور آپؐ ہی کو حشر میں براق پر لائیں گے۔ ستّر ہزار فرشتے آپؐ کے اردگرد ہوں گے اور آپؐ ہی کو عرش عظیم کے داہنی طرف کرسی پر بٹھائیں گے اور مقام محمود سے مشرف کریں گے اور حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں دیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی تمام اولاد اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور تمام انبیاء اپنی امتوں سمیت آپ ہی کے پیچھے چلیں گے۔ دیدار خداوندی پہلے آپؐ ہی سے شروع ہوگا۔

۲۳-آپؐ ہی کو شفاعتِ عظمیٰ سے مخصوص کریں گے اور پل صراط پر سب سے پہلے آپ ہی گذریں گے۔ محشر کی ساری مخلوق کو حکم ہوگا کہ آنکھیں بند کر لو آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا رضؓ پل صراط پر سے تشریف لیجائیں۔

۲۴-سب سے پہلے بہشت کا دروازہ آپؐ ہی کھولیں گے۔ آپ ہی کو وسیلہ کے مرتبہ سے مشرّف کیا جائیگا اور یہ ایک ایسا بلند مرتبہ ہے جو مخلوقات میں سے کسی کو میسّر نہ ہوگا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن جنابِ الٰہی کے قرب میں منزلت میں ایسے ہوں گے جیسے وزیر بادشاہ سے۔

۲۵-آپؐ کے لئے کافروں کی غنیمت کا مال حلال کیا۔

۲۶-آپؐ کے واسطے تمام زمین کو مسجد بنا دیا۔ جس جگہ چاہیں نماز پڑھیں۔

۲۷-آپؐ کے واسطے زمین کی مٹی کو پاک کرنے والا بنایا اور پانچ وقتوں کی نماز اور وضو اس طریقہ سے اذان، اقامت، الحمد، آمین، جمعہ کا روز اور قبولیت کی گھڑی جو جمعہ کے روز ہے۔ رمضان شریف اور شب قدر کی برکتیں یہ سب آپؐ ہی کے واسطے مخصوص ہیں۔

یہ سب ظاہری خصوصیتیں ہیں۔ اور آپؐ کی باطنی خصوصیتیں جو باطنی مراتب کے سبب ہیں وہ انوار اور تجلیات جو روز بروز بڑھتے اور زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ ——وہ حالات اور مقامات جو آپؐ کی امّت کو آپؐ کی تابعداری کے طفیل سے حاصل ہوئے اور ہوتے ہیں۔ اور قیامت تک حاصل ہوتے رہیں گے۔

یہ علوم وعرفان جو آپؐ کو عطا ہوتے ہیں وہ بے انتہا ہیں اور اس وَلَسَوْفَ کی آیت میں ان سب چیزوں کا اشارہ ہے۔ یہ سب نعمتیں ملیں گی اس واسطے عطا کو خاص نہ کیا۔ یعنی "یہ کچھ اتنا کچھ" نہ فرمایا۔ اور جس وقت کسی کو کچھ نعمت مستقبل زمانہ میں دینے کا وعدہ کرتے ہیں تو جو زمانہ ماضی میں دی ہوتی تھی۔ اس نعمت کے مشاہدوں اور علامتوں میں سے اپنے اس وعدے کو محکم اور مضبوط کرتے ہیں۔ تاکہ پچھلے وعدے کو اگلے وعدہ پر قیاس کرے اور اس کی امید قوی ہو جائے۔

اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وعدے کے بعد ان کی اگلی خدمت کے عوض اور بغیر درخواست کے ملی تھیں اور کبھی کسی کے خیال میں نہ آتا تھا کہ وہ نعمتیں کس خدمت اور ثواب کے عوض میں ملی ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماں کے پیٹ میں تھے تو آپؐ کے والد عبداللہ نے وفات پائی اور جب پیدا ہوئے اور چھ برس کے ہوگئے تو آپؐ کی والدہ نے انتقال فرمایا۔ پھر دو برس کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی رحلت کی اور آپ کو تین طرح کی یتیمی ماں۔ باپ اور دادا کے فوت ہو جانے سے ہوئی۔ اس طرح اندیشہ تھا کہ لڑکا ضائع ہو جائے اور بخوبی پرورش نہ پا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدا سے آپ کی پرورش ہونے کی صورت اس طرح پر ظاہر فرمائی کہ والد کے انتقال کے بعد ان کی ماں اور دادا عبدالمطلب کے دل میں آنحضرتؐ کی محبت ایسی بڑھائی کہ شفقت پدری کے قائم مقام ہوئی۔ وہ آپؐ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ پھر جب عبدالمطلب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹے ابوطالب کے سپرد کیا۔

دوسری تفسیر از مولانا فضل الرحمٰن ہری پوری

۱- وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (پ۲۲-ع۹ سورہ سبا آیت ۲۸)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) ہم نے تجھ کو ساری دنیا کے لوگوں کو خوشخبری سنانے اور عذاب سے ڈرانے کے لئے بھیجا ہے۔

۲- وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ص وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ٥ (پ۲۱ ع۱۷ سورہ احزاب آیت ۷)

ترجمہ: اے پیغمبر! وہ وقت یاد کر کہ جب ہم نے پیغمبروں سے اقرار لیا تھا کہ (وہ اپنے مالک کے حکموں کو لوگوں تک پہنچائیں گے اور ایک دوسرے کی مدد اور تصدیق کریں گے) اور خاص تجھ سے بھی اور نوحؑ، ابراہیم موسیٰؑ و عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے، اور ہم نے ان سے پختہ اقرار لیا۔

یہ پانچ پیغمبر اولوالعزم ہیں۔ ان میں سے اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیا علیہ السلام کو آپ کی شرافت کی وجہ سے مقدّم فرمایا۔ اور باقیوں کو ان کے وجود کے لحاظ سے مؤخر مرتّب کیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ یارسول اللہ! کس وقت آپ سے عہد لیا گیا۔ فرمایا! جس وقت آدمؑ روح اور جسم کے درمیان تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں سب پیغمبروں سے اوّل ہوں اور بعثت میں اُن سے آخر ہوں۔

۳- اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی سے عہد لیا ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے زمانے میں آئیں تو ان کی مدد کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ پس اس حکم سے آپؐ کی تمام انبیاء پر بزرگی ثابت ہوتی ہے۔

۴- آپؐ کا نور دو ہزار سال آدمؑ سے پہلے تسبیح کہہ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یٰسین (سیدالبشر) کہا۔

۵- یہ کہ آپؐ کو رسول الثقلین بنا کر بھیجا (انسانوں اور جنوں)

۶- یہ کہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا:-

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ - پ۱۷ ع۷ سورہ انبیاء آیت ۱۰۷)

۷- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤف و رحیم فرما

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٥ پ۱۱ ع۵ سورہ توبہ آیت ۱۲۸)

۸- یہ کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ٥

(پ ۲۲ ع ۲ سورہ احزاب آیت ۴۰)

۹- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ٥

(پ ۲۲ ع ۳ سورہ احزاب آیت ۴۵

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ٥ پ۲۲ ع ۳ سورہ احزاب آیت

ترجمہ : اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھ کو گواہ بنا کر بھیجا (آپؐ زمین میں خدا کے گواہ ہیں) اور مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری دینے والا اور کافروں کو خدا کے عذاب سے ڈرانے والا۔ اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والا اور آپ چراغ روشن ہیں۔

۱۰۔ اللہ تعالےٰ نے خاص آپؐ کی زندگی کی قسم کھائی :۔

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ٥ (پ ۱۴ ع ۴ سورہ الحجر آیت ۷۱)

ترجمہ : اے پیغمبرؐ! تیری زندگی کی قسم، وہ اپنی مستی میں سرگرداں تھے۔ (یعنی قوم لوطؑ)

۱۱۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔

(پ ۲۶ ع ۹ سورہ فتح آیت ۲)

اللہ تعالےٰ نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بشارت دی کہ میں نے تیرے سب قصور بخش دئے ہیں اور یہ بات اللہ تعالےٰ نے کسی دوسرے بندے کو نہیں فرمائی کہ اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔

۱۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَضَّلَ مُحَمَّدًا (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ (مشکوٰۃ)

ترجمہ : بے شک اللہ تعالےٰ نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انبیاء اور اہل آسمان پر فضیلت دی ہے۔

۱۳۔ یہ کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رعب دشمنوں پر ایک مہینہ کی مسافت میں پڑتا تھا۔

۱۴۔ یہ کہ جنت کا دروازہ پہلے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے کھولا جائے گا — یہ کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) جنت میں بھی ترقی درجات کے لئے پہلے شفاعت کریں گے۔

۱۵۔ یہ کہ محمدؐ کی امت سب سے زیادہ ہو گی :۔

أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا۔

۱۶۔ یہ کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے وسیلہ ہے۔ جو جنت میں ایک بلند درجہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالےٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو یعنی دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ مجھے وہ درجہ عطا فرمائے۔ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيلَةَ (اذان کے بعد کی دعا)

۱۷۔ یہ کہ خاص محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جبرئیلؑ کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا۔

۱۸۔ یہ کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شب معراج میں اللہ عزّوجل کو دیکھا۔

۱۹۔ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جنت کو دیکھا ہے اور اس میں داخل ہوئے ہیں۔

۲۰۔ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ٥ (پ ۲۹ ع ۳ سورہ قلم آیت ۴)

ترجمہ : بے شک تو بڑے خلق والا ہے

۲۱۔ آپؐ اتنے سخی تھے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوا۔

۲۲۔ آپؐ اتنے بڑے محسن تھے کہ آپؐ کے پاس قبیلہ ہوازن کے چھ ہزار قیدی آئے آپؐ نے سب کو مفت چھوڑ دیا۔

۲۳۔ آپؐ ایسے شجاع تھے کہ آپ کا نظیر کوئی نہیں گذرا اور نہ ہوگا۔

۲۴۔ آپؐ کنواری عورت سے بھی زیادہ باحیا تھے۔

۲۵۔ آپ اپنے اصحاب سے خوش طبعی کی باتیں کرتے تھے۔

۲۶۔ مسکینوں اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔

۲۷۔ قرابت داری کی ایسی قدر کرتے تھے کہ آپؐ نے حلیمہ سعدیہ کے نیچے اپنی چادر بچھا دی۔

۲۸۔ آپؐ ایسے فصیح البیان تھے کہ بڑے بڑے فصیح و بلیغ آپؐ کا کلام سن کر حیران رہ جاتے تھے

۲۹۔ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ۔

میں جامع کلمات سے بھیجا گیا ہوں۔

الغرض جس قدر خوبیاں تمام انبیاء میں پائی گئی ہیں وہ تمام آپؐ میں پائی گئی ہیں۔ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

۳۰۔ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ٥

(پ ۲۲ ۔ ع ۴ ۔ سورہ احزاب آیت ۵۶)

ترجمہ : بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر رحمت بھیجو۔ اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔ حق تعالےٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ تم بھی نبیؐ پر صلوٰۃ و رحمت بھیجو۔ نبیؐ نے بتا دیا کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے کہ اللہ سے درخواست کرو کہ وہ بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبیؐ پہ نازل فرماتا رہے کیونکہ اس کی رحمتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ ایک دفعہ رحمت مانگنے سے دس رحمتیں اترتی ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ دَائِمًا۔

اُسوۂ نبویؐ

رئیس احمد جعفری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخلاق و معاشرت کے لحاظ سے انسانوں میں سب سے برتر تھے۔ آپؐ کے خادم خاص حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ میں نے دس سال تک آپؐ کی چاکری کی۔ مگر اس مدت میں آپ نے (ڈانٹنا تو کجا)، کبھی مجھ سے اُف بھی نہیں کہا۔ نہ میرے کسی کام کے بارے میں پوچھا۔ کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اور اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا تو آپؐ نے یہ بھی نہیں دریافت کیا۔ کہ ایسا تو نے کیوں نہیں کیا؟

●

ایک مرتبہ سفر میں آپ نے صحابہؓ سے بکری پکانے کو کہا۔ ایک صحابیؓ نے کہا۔ "میں اسے ذبح کروں گا۔"

دوسرے نے فرمایا۔ "میں اس کی کھال اتاروں گا۔"

تیسرے نے ارشاد کیا۔ "میں اسے پکاؤں گا۔"

یہ سن کر آپؐ نے فرمایا۔ "میں لکڑیاں چن کر لاؤں گا۔"

صحابہؓ نے عرض کیا۔ "ہم لوگ لے آئیں گے، ہم کافی ہیں۔"

آپؐ نے فرمایا۔ "بے شک تم کافی ہو یہ کام کر لو گے، لیکن مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں اپنے لئے امتیازی برتاؤ روا رکھوں۔ اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ اسے ناپسند فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی بندہ اپنے ساتھیوں میں ممتاز بنے۔

مولانا حفظ الرحمن ؒ

آفتاب روحانیت کی نمود

سیرت پاک بیان کرنے کے دو طریقے ہیں عقلی اور ایمانی ذکر پاک سے نور ایمانی کو رونق بخشنے کا مقصد ایک بابرکت مقصد ہے۔ لیکن جب میں یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ آپ نے اس اجتماع کو مسجد میں نہیں بلکہ میدان میں کیا ہے؟ جسے منڈی کی اس سڑک پر آپ دیکھ رہے ہیں.... آپ نے ہر شخص کو دعوت عام دی ہوگی۔ اس میں مسلمان ہوں گے اور غیر مسلم بھی سوال یہ ہے۔ کہ اگر میں صرف رسول پاک کی عقیدت کا ذکر کروں تو غیر مسلم کیا فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ ضرورت ہے۔ کہ حسن عقیدت کے ذریعہ نہیں بلکہ عقلی حیثیت سے سیرت پاک کو پیش کروں عقل کے ذریعہ دنیا کو سمجھاؤں تاکہ تمام دنیا کے لئے یکساں فائدہ بخش ہو۔

رسول اکرم ؐ نے جس کتاب الہی کو دنیا کے سامنے پیش کیا اس کے صفحہ اول کا پہلا جملہ الحمد للہ رب العلمین پکار کر آواز دیتا ہے کہ اے دنیا کے لوگو! سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں۔ جو تمام عالم کا رب ہے۔ وہ تنہا مسلمانوں یا کسی قوم کا رب نہیں ہے۔ بلکہ اس کی ربوبیت ہمہ گیر اور غیر محدود ہے۔ اس کے دائرہ ربوبیت سے کوئی باہر نہیں ہے۔ اس کتاب الہی کا یہ بھی اعلان ہے۔ کہ رسول پاک کی ذات رحمت اللعالمین ہے۔ اس کی رحمت کا دائرہ بھی تمام عالم انسانیت کو محیط ہے۔

اس بناء پر مجھے کہنے کا موقع دیجئے کہ اس انداز سے رسول پاک کی سیرت مبارکہ کو پیش کروں تاکہ غیر مسلم بھی رحمت عالم کی سچائی کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ رسول کریم ؐ نے دنیا کے اندر جو انقلاب پیدا کیا اسے نماز اور روزہ ہی میں محصور کر نہیں چھوڑا۔ بلکہ حیات انسانی اور دنیاوی
پیدا جتنے بھی شعبے ہیں سبھی میں انقلاب
زندگی کا نشی اور اقتصادی مذہبی اور سیاسی
انقلاب پیدا شعبہ نہیں ہے۔ جس میں غیر معمولی
رسول کریم ہو
کیا۔ لا الہ الا اللہ دنیا کے سامنے اعلان
اکے سوا کوئی

قابل پرستش نہیں اس اعلان کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ساری دنیا خدا کو ایک ہی مانتی ہے۔ وہ چاہے جس نام سے پکارے، نام مختلف ہیں۔ ذات واحد ایک ہے۔ میرا تو دعویٰ ہے کہ خدا کے ماننے میں صرف مذہب والے ہی نہیں۔ بلکہ منکر خدا بھی خدا کو مانتے ہیں۔ اس بنا پر کہ آپ دیکھیں جب کوئی کہتا ہے۔ کہ خدا کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ کہنے پر اس کے دل میں ایک کھٹک ضرور پیدا ہوتی ہے ایک دیوار کو دیکھ کر جب کوئی یہ کہتا ہے۔ کہ دیوار اندھی ہے۔ اور دوسرا برخلاف اس کے کہتا ہے۔ کہ اندھی نہیں ہے۔ پہلا ایک حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے کوئی جھجک محسوس نہیں کر سکتا۔ لیکن دوسرا جب ایک بے حقیقت بات پیش کرتا ہے۔ تو اس کے دل میں کھٹک کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح جب کوئی کہتا ہے۔ کہ میں کسی طاقت کو نہیں مانتا۔ تو اس کے دل پر ضرور چوٹ لگتی ہے۔ اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے ؎

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

درحقیقت انکار کرنے والے کو بھی انکار کی گنجائش نہیں ہے ــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کلمہ کو پیش کر کے انقلاب عظیم رونما کیا وہ کلمہ صرف مسلمانوں کا کلمہ نہیں ہے۔ بلکہ دنیائے انسانیت کے لئے ایک پیغام حیات ہے۔ سارے عالم کو توجہ دلائی کہ اس کلمہ کا تعلق صرف اس بات سے نہیں ہے۔ کہ اسلام یا ایک مذہب کہتا ہے۔ بلکہ بتقاضائے فطرت انسانی اس خدا کی طرف سے پیش ہونے والا کلمہ ہے جس خدا کا قانون قدرت دنیا میں مکمل طور پر کار فرما ہے۔ سب اس کے قانون قدرت سے بندھے ہوئے ہیں۔ مادی اور روحانی دونوں زندگی میں اس کی کارفرمائی ہے۔

دنیا دیکھ سکتی ہے کہ ہر ایک فطرتاً بلندی کی طرف سے پستی کی طرف مائل ہے ڈھیلا، مٹی، پتھر، اینٹ جن کا تعلق مادیات سے ہے۔ کسی بھی قوت کا سہارا لئے بغیر ایک لمحہ کے لئے بھی بلندی حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ میں صرف ایک ٹھیکری کو اوپر اچھالتا ہوں۔ لیکن وہ اوپر جاکر فوراً نیچے واپس آجائے گی، درخت میں لگا ہوا ناریل شاخ سے جب ٹوٹتا ہے تو اسے نیچے ہی آنا پڑتا ہے اوپر نہیں جاتا جس کے بارے میں ساتویں آٹھویں کلاس کا ایک بچہ تک یہی کہے گا کہ زمین کی کشش کے سبب ایسا ہوتا ہے۔ لیکن اس جواب سے خدا کے ماننے والوں کو اطمینان نہیں ہوتا کیونکہ یہ امر جب کہ مسلم ہے۔ جس کی تصدیق سائنس بھی کرتی ہے۔ کہ لاکھوں سیارے بیشمار سورج اور چاند جو کہ خلا میں موجود ہیں۔ ان میں کافی کشش ہے۔ پھر یہ چیزیں اوپر کیوں نہیں جاتیں۔ اس کا جواب سائنس کے پاس نہیں ہے بلکہ مذہب جواب دیتا ہے۔ کہ اے انسان دل کی آنکھ سے دیکھ! بلندی صرف خدائے واحد کو حاصل ہے۔ حیوانات، وجمادات اور نباتات کی ہر شئے کا مشاہدہ کر یہ درخت جس کے پھول پتے، اور پھل بلندی پر نظر آتے ہیں۔ ان سب کی زندگی کا دارو مدار اسی جڑ پر ہے جو نیچے ہے، ہر پرندے کی جھکی ہوئی خوبصورت چونچ ظاہر کرتی ہے کہ درحقیقت میری فطرت پستی کی طرف مائل ہے۔ اے انسان تو اپنے نفس کو ٹٹول کر دیکھ تیرے ہاتھ بھی تو پستی کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ تو اپنی قوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ تو اپنے قلب کو بلندی سے پستی ہی کی طرف لٹکتا ہوا پائے گا۔ جس کی حرکت پر تیری زندگی کا وجود ہے۔ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے۔ جو بلندی سے پستی کی طرف مائل نہ ہو اس لئے کہ یہ ہر ایک کی فطرت ہے۔ اور کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے۔ جس میں اپنی فطرت کی خلاف ورزی کی صلاحیت ہو قدرت نے جو انسان کی پیشانی کو بلند بنایا ہے۔ اس میں ایک مصلحت ہے جب آپ انانیت کے جذبے میں آتے ہیں۔ تو کہہ اٹھتے ہیں۔ کہ شہنشاہوں کے سامنے بھی میری پیشانی نہیں جھکتی قدرت کا اعلان ہے کہ ساری چیزیں تیری خدمت گزار ہیں وہ سب تیرے لئے ہیں۔ مگر تیری پیشانی صرف خدا کے لئے ہے اسے جو بلندی دی گئی ہے اس لئے نہیں کہ مخلوق کے سامنے

جھکے وہ اگر جھکے گی تو صرف خدا کے سامنے ہی جھکے گی۔

لا الٰہ الا اللہ کا یہی وہ تصور ہے جو رسول اکرم صلی اللہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ہر شخص مانتا ہے۔ کہ چھوٹا ہی بڑے کے سامنے جھکتا ہے بڑا چھوٹے کے سامنے نہیں جھکتا لیکن انسان مخلوق میں سب سے بڑا ہونے کے باوجود درخت، پتھر چاند سورج اور نہ جانے کتنے باطل اور خود ساختہ معبودوں کے سامنے جھکتا ہے۔ اے انسان تو کس قدر گراوٹ پر اتر آیا ہے۔ قدرت کہتی ہے۔ کہ ساری کائنات تیری مٹھی میں ہے۔ تو سائنس کی مدد سے خلا میں چاند میں اور دوسرے سیاروں میں پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ سورج پر بھی فتح حاصل کرسکتا ہے۔ میں نے تیرے ہاتھ میں مخلوق کو مسخر کر رکھا ہے۔ لیکن تو میرے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب کے لوگ خدا کو مانتے تھے لیکن ان کا کہنا تھا۔ کہ جنگ کی دیوی، صلح کا دیوتا۔ بارش کی دیوی، اور رزق کا دیوتا الگ الگ ہے۔ یہ سب مل کر ایک خدا کی قوت بنتے ہیں رسول نے آکر بتایا کہ نہیں، صرف ایک خدا ہے اور ساری چیزیں اس کے ید قدرت میں مسخر ہیں۔ وہ ہمہ گیر قوت اور طاقت کا مالک ہے۔

بالآخر رسول نے دنیا کے سامنے جو نقطہ نظر پیش کیا دنیا کو ماننا پڑا۔

روح اس بات کی خواہش مند ہوئی کہ میرے جسم کو تو غذا اور پھلوں سے طاقت دی جاتی ہے لیکن میں ہوں مجھے معرفت کی غذا چاہیئے اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ متمدن ممالک میں، ہندوستان، ایران اور رومۃ الکبریٰ کا طوطی بول رہا ہے ان میں دانش ہے دا اپنی غذا کی تلاش انہیں میں چل کر کرنی چاہیئے اس روح نے ہندوستان پہنچ کر اپنی غذا طلب کی۔ ہندوستان نے کہا کہ مختلف دیوی دیوتاؤں کی پوجا کئے بغیر نہ تو ایک خدا کی عبادت کر سکتی ہے اور نہ اس کی معرفت کی غذا حاصل کر سکتی ہے۔ روح نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ جب ایک غلام اور مالک کا بیک وقت فرمانبردار نہیں بن سکتا تو میں ان سینکڑوں کی وفادار کیسے بن سکتی ہوں وہ رومۃ الکبریٰ گئی پاپائے روم نے کہا اے روح تو اپنے صحیح مقصد تک پہنچی ہے لیکن یاد رکھ پہلے تجھے باپ بیٹا اور روح القدس ان تینوں پہ ایمان لانا ہوگا پھر انہیں میں تجھ سے خدا اور اس کی معرفت کی غذا ملے گی۔ روح نے انکار کیا اور کہا کہ ایک تین نہیں ہو سکتا وہ ایران گئی۔ فیثا غورث کے شاگرد زرتشت نے کہا کہ اے روح یاد رکھ یہاں خدا کی دو طاقتیں ہیں۔ نیکی کا خدا یزداں اور بدی کا خدا اہرمن ان کے بغیر تجھے خدا کی معرفت کی غذا نہیں مل سکتی روح کو یہاں سے بھی ناامید ہو جانا پڑا، اس نے سوچا کہ جب دنیا کے متمدن ممالک میں جہاں عقل و دانش کے چراغ جل رہے ہیں، وہاں ہم کو اپنی غذا نہیں مل سکتی تو اور کہاں ملے گی۔ ایک پہاڑ کی بلندی کی چوٹی پہ گئی اور طے کیا کہ گر کر مر جانا چاہیئے گرنا ہی چاہتی تھی کہ ایک کمبل پوش نے جھلستے ہوئے ریت کے تودوں سے نکل کر ایک تپتی ہوئی پہاڑ کی چٹان سے پکار کر کہا کہ اے روح خود کشی نہ کر آ تیری غذا میرے پاس ہے۔ میری سن ---------- روح نے کہا کہ متمدن ممالک سے تو خدا کی معرفت کی غذا ملی نہیں یہاں کیا ملے گی کملی والے نے کہا۔

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفوا احد

ہندوستان کی دیوی دیوتا کا محتاج میرا خدا نہیں ہے کیونکہ ھو اللہ احد اللہ اکیلا ہے۔ رومۃ الکبریٰ کے باپ بیٹا اور روح القدس کی تثلیث توحید کے منافی ہے۔ اس لئے کہ لم یلد ولم یولد نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ ایران کے زرتشت نے بھی یزداں اور اہرمن دو متضاد صفات کے حامل اور برابر کی طاقت رکھنے والی خداؤں کی تھیوری (THEURY) غلط پیش کی۔

ولم یکن لہ کفواً احد میرے خدائے واحد کی طاقت کے برابر کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ قادر مطلق ہے یہ نہ دیکھ کہ کہاں کا رہنے والا ہے۔ یہ دیکھ کہ کیا کہہ رہا ہے۔ روح نے اس کملی والے (صلعم) کی بات کو سنتے ہی اطمینان کا سانس لیا اور پکار اٹھی کہ بے شک میری غذا تیرے ہی پاس ہے۔

قدرت نے اس ریگستانی پہاڑی اور غیر متمدن ملک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے بھیجا تاکہ دنیا یہ نہ کہہ سکے کہ عقل و دانش کے چراغوں سے علم کی روشنی حاصل کر کے ضابطہ حیات انسانی پیش کیا ہے۔ خدا کو بیچ میں ڈال کر اعلان نبوت جو کیا ہے فرض ہے ساری دنیا متحیر ہے اور جانتی ہے کہ یہ وہی ہستی ہے جس نے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیا لیکن پھر بھی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کی جاہل اور اجڈ قوم میں جب یہ اعلان کیا تھا کہ "ساری مخلوق صرف ایک کی ہے تو قوم نے زبردست بغاوت کا مظاہرہ کیا۔ سارا عرب دشمن بن گیا۔ بقول کارلائل کے کہ "جب تک اعلان نبوت نہیں کیا تھا سب دوست تھے اور اعلان نبوت پہ سب دشمن ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے میدان میں تین باتیں پیش کی تھیں ایک خدا کی پرستش (۲) بیواؤں اور یتیموں کی سرپرستی (۳) اور عفت و عصمت کی حفاظت، لیکن طائف والوں نے زخمی کیا شکاری کتے پیچھے لگا دیئے گالیاں سنائیں پتھروں کی بارش ہو رہی ہے مگر زبان مبارک سے احد احد کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ مؤرخ کہتا ہے کہ پتھراؤ کے سبب جب آپ بیٹھ گئے تو حضرت زید رضؓ

ابن حارثہ پروردۂ آغوش رحمت و پروانہ شمع رسالت اس حالت کو دیکھ کر بے قرار ہو گئے اور کہا کہ آپ ان کو جہنم سے جنت میں لانا چاہتے ہیں اور وہ آپ پر ایسا ظلم ڈھاتے ہیں بددعا کیجئے کہ یہ سب برباد ہو جائیں۔ ایک پادری کا کہنا ہے کہ ایک چہیتے نے یہ بات کہی تو چہرہ بدل گیا اور فرمایا اے زید تو نے کیا کہا یہ لوگ مارتے ہیں تو میں بددعا کروں، مجھے تو اللہ نے رحمت عالم بنا کر بھیجا ہے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے میرے پروردگار میری قوم کو ہدایت دے۔ یہ مجھے نہیں جانتے اور نہیں پہچانتے۔ اے میرے خدا تو ان کو سمجھا اور ان کو ہلاکت میں نہ ڈال ممکن ہے کہ ان میں یا ان کی اولاد میں کوئی سعید روح بیدار ہو جو تیرا کلام سنے اور قبول کرے، میرے مولا تیرے ہی پاک چہرہ میں پناہ لیتا ہوں۔ اگر تو

میرے ساتھ ہے تو مجھے کوئی خطرہ نہیں۔

دنیا کہتی تھی، کیا رسول کیا پیغمبر ہماری عقل کافی ہے اور ہم رات دن روشنی اور تاریکی کی پہچان خود کر سکتے ہیں تو نبی کی ضرورت نہیں۔

فطرت کی طرف سے جواب ہوا کہ عقل و دانش مجبور کرے تب تو ماننا ہی ہو گا آنکھ میں روشنی موجود ہے لیکن بلب گل کر دیئے جائیں تو آنکھ کی روشنی جواب دے دے گی انتہائی تاریکی میں جب کہ ایک ہاتھ کو دوسرا نہیں سجھائی دیتا اگر کوئی کہے کہ آنکھ تو موجود ہے کوئی سجھائی نہیں دیتا اس کا جواب یہی تو ہو گا کہ قانون قدرت کا یہ اصول ہے کہ روشنی ہی سے آنکھ کو روشنی حاصل ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مادی زندگی کے لئے جب یہ اصول ہے تو کیا روحانی زندگی کے لئے باہر کی روشنی کی ضرورت نہیں ہے یہ ماننا ہو گا کہ نبی کی روشنی کے بغیر یہ زندگی نہیں بن سکتی اور نہ ہی خدا کی سچی معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔

انسان کا عجب عالم ہے گراوٹ پر اتر آئے تو دنیا کی ہر چیز کو سجدہ کرنے لگے اور انانیت پر اتر آوے تو انا ربکم الاعلےٰ کا دعویٰ کرنے لگے لیکن رسول پاک نے جو دعوت پیش کی اور جو انقلاب رونما ہوا وہ انقلاب انسان کو اس کے صحیح مقام پر پہنچانا تھا۔ تعلیم دی کہ اے انسان نہ اتنا گھٹ کہ ہر چیز کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے اور نہ اتنا بڑھ کہ خدا بن جا۔ اے انسان تو ساری دنیا کا سردار اور تیرا سردار ساری دنیا کا خالق ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر اور بندے ہیں۔ یاد رکھ یہ نہ کہنا کہ رسول کی ضرورت نہیں ہے یہ بھی نہ کہنا کہ رسول خدا کا بیٹا ہے۔

نبی اور رسول کے معصوم ہونا ضروری ہے۔ اس لئے کہ جب دو متضاد چیزیں ہوتی ہیں تو ان میں درمیانی ربط پیدا کرنے والی تیسری چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہڈی اور گوشت دو متضاد چیزیں ہیں۔ ان کے تعلق کو پٹھے اور رگوں کے بغیر قائم نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح روحانی قانون قدرت یہ بھی ہے کہ ایک طرف خدا کی ذات وراء الوریٰ ہے اور دوسری طرف انسان۔ درمیانی رشتہ کو قائم کرنے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت ہے۔ وہ سبیل یہ ہے۔ کہ ایک انسان تمہاری طرح کا جو کہ تمہارے ساتھ کھاتا، پیتا، اور چلتا پھرتا ہو۔ جس سے کہ تم مانوس ہو لیکن معصوم ہونے کی حیثیت سے امتیازی شان بھی رکھتا ہو وہی اس ربط کو قائم رکھ سکتا ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معصوم ہستی خدا اور انسان کے درمیان رشتہ قائم کرنے والی ایک مضبوط کڑی ہے۔ جسے ہم رسول نبی یا پیغمبر کے نام سے موسوم کرتے ہیں دنیا قانون قدرت کی اس بات کو تسلیم کئے بغیر خدا سے کوئی رشتہ قائم نہیں کر سکتی۔

دنیا کی کوئی چیز تین حالتوں سے خالی نہیں ہے۔ ۱۔ آغاز۔ ۲ تبدریج ترقی کرنا۔ اور ۳ درجہ کمال بچہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ اس کا آغاز ہے پرورش پاتا اور بڑھتا رہتا ہے یہ اس کے تبدریج ترقی کرنے کی حالت ہے، جوان ہو جاتا ہے یہ اس کے درجہ کمال کی حالت ہے۔ بچپنے میں اس کے لباس چھوٹے بنتے ہیں، اس کے بڑھنے کے ساتھ لباس بھی تبدریج بڑے بنتے رہتے ہیں۔ جب جوانی پر پہنچتا ہے تو باپ کہتا ہے کہ اب تو صاحبزادے کے جسم پر میرے کپڑے بالکل ٹھیک ہوتے ہیں درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد اس کا بڑھنا رک جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ بڑھتا ہی رہے اس لئے کہ یہی قانون قدرت ہے تاریکی کو دور کرنے کے لئے پہلے چراغ وجود میں آیا پھر شمع کافوری اور موم بتیاں ایجاد ہوئیں گیس آئی آخر میں بجلی نے آکر اپنی روشنی کا سکہ ایسا جمایا کہ کوئی نہ ٹھہر سکا۔ تارے چمکتے ہیں۔ ہلال چاند کی پہلی رات کو نمودار ہو کر تبدریج ترقی کرتے کرتے چودھویں کی شب میں بدر کامل بن کر تمام عالم کو روشن کر دیتا ہے۔ مگر دنیا کہتی ہے کہ ابھی رات ہے ان میں سے کسی نے رات کو ختم کر دینے والا انقلاب پیدا نہیں کیا، لیکن سورج کے نکلتے ہی دنیا بول اٹھتی ہے انقلاب ہو گیا۔ دن نکل آیا، یہ تو مادی دنیا کا انقلاب ہے۔ لیکن یاد ر[کھو] کہ روحانیت میں بھی یہی قانون قدرت کارفر[ما] ہے۔ انسانوں کی رہنمائی کے لئے آدم کا د[یا] جگمگایا، نوح کی شمع کافوری روشن ہوئی، ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ تبدریج ترقی کرتے کرتے بدر کا[مل] بن کر چمکے، لیکن انسان کہتا ہے ابھی تو رات ہے یہ کب ختم ہوگی روحانیت کا آفتاب کب نمودار ہوگا۔

قدرت آواز دیتی ہے دیکھ ذات محمد[یہ] عالم وجود میں آگئی آفتاب رسالت نکل آ[یا] انقلاب رونما ہو گیا۔ اب نہ کہنا کہ رات ہے اس آفتاب رسالت کے بعد اب کوئی ماہتاب یا آفتاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہی قانو[ن] قدرت ہے لیکن یاد رکھ کہ آفتاب عالم تاب [کی] تمازت سے بچنے کے لئے مئی، جون کے مہینو[ں] میں گھر میں چھپ کر بیٹھنے کی ضرورت پڑتی۔ لیکن آفتاب رسالت کو ہم نے سراج منیر بنایا یہ آفتاب نور ہے، آفتاب نار نہیں اس میں کو[ئی] ایسی تمازت نہ ہوگی کہ جس سے تجھے بچنے [کی] ضرورت ہو۔ اس سے جتنا بھی کسب کر[نا] چاہے تو کر سکتا ہے۔

رسول اکرم ؐ جب دنیا میں تشریف لا[ئے] تین قسم کی غلامی کارفرما تھی۔ (۱) خرید و فروخ[ت] کی (۲) ذات و نسل کی اور اقتصادی زندگی [کی] آپ ؐ نے ہندوستان روم الکبریٰ اور ایران دیکھا اعلان کیا کوئی غلام نہیں ہے۔ آ[قا] سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے۔ غلاموں برابری کے درجہ پر لانے کے لئے ہدایت کہ جو تم کھاؤ، ان کو کھلاؤ، جو تم پہنو انھیں بھی پہناؤ۔ غلامی کو ختم کرنے کے [لئے] طریقہ ایجاد کی جب کوئی گناہ سرزد ہو تو آزاد کر دو۔

دوسری قسم کی غلامی ذات و نسل کے [نام] سے تھی، جسے اونچ اور نیچ کے نام سے آپ ہندوستان میں دیکھ رہے ہیں۔ پیشہ ور [کو] پر ذلیل سمجھتے ہیں وہ چاہے جیسا نیک کا[م کرے] مگر اونچے خاندان میں جو پیدا ہوا ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(حبیب الرحمن متعلم جامعہ مدنیہ لاہور)

محمدؐ وہ جو دنیا بھر سے برتر اور اعلیٰ تھے
محمدؐ جو زمین و آسمان والوں کے آقا تھے
محمدؐ وہ جو پیغام مسرت لائے دنیا میں
محمدؐ آئے جو رحمت سراپا بن کے دنیا میں
محمدؐ جس نے فرمایا بتوں کو چھوڑ دو لوگو
خدا معبود ہے سب کا بتوں کو توڑ دو لوگو!
محمدؐ وہ دیا جس نے سبق سب کو صداقت کا
مروت کا اخوت کا شرافت کا عدالت کا
محمدؐ جس کو دی حق نے کتاب دلنشین ایسی
مثال اس کی نہیں ملتی زمانے میں کہیں ایسی
محمدؐ وہ جو رحم و عفو کے دریا بہاتے تھے
محمدؐ جو بھی فرماتے تھے وہ کر کے دکھاتے تھے
محمدؐ جن کا صورت اور سیرت میں نہ تھا ثانی
جو صبح و شام کرتے تھے غریبوں کی نگہبانی
محمدؐ نے دیا ہے اوج سدرہ اہل ایماں کو
محمدؐ نے بنایا وارث فردوس انساں کو
محمدؐ کا نہ ثانی آج تک آیا نہ آئے گا
کسی نے اُن سا رتبہ آج تک پایا نہ پائے گا

بدکاری بھی کرتا ہے لیکن اونچا ہے۔ مگر رسول اکرمؐ نے کہا کہ کوئی اونچ نیچ نسلی اعتبار سے نہیں ہے۔ برادریاں صرف جان پہچان کے لئے ہیں کہ یہ امتیاز گھمنڈ کا اظہار کرنے کے لئے نہیں ہے اللہ کے نزدیک وہی بندہ اونچا ہے جو پاکباز ہے وہ چاہے جس نسل اور خاندان سے ہو، چودہ سو برس گذر گئے آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ریفارمر اس اونچ نیچ کو ختم کرنے کے لئے قانون بناتے ہیں۔

گویا اتنے عرصہ کے بعد آج دنیا کو ماننا پڑا ہے کہ رسول اکرمؐ نے اونچ نیچ کے بارے میں جو بات پیش کی تھی۔ یورپ میں "چرچ" کے اندر انجیل کی تعلیم اگر کوئی کالا انسان حاصل کرنا چاہے نہیں کر سکتا ہے لیکن مسلمان ہو کر اگر کوئی مہتر بھی مسجد کی اگلی صف میں آ کر بیٹھ جاتا ہے تو کسی سید کو بھی یہ مجال نہیں کہ اسے وہاں سے اٹھا سکے۔ آج اس امتیاز کو دور کرنے کے لئے پارلیمنٹ میں کوئی قانون بنتا ہے تو میں کہوں گا کہ ماننا ہوگا۔ رسول اکرمؐ کو کہ جنھوں نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اے لوگو! گواہ رہو کہ ساری دنیا کے انسان بھائی بھائی ہیں۔

یہ درس ہمارے رسولؐ نے دیا۔ دنیا میں انقلاب پیدا کیا اور غلامی کی لعنت سے چھٹکارا دیا۔ ہر قزاق میں ہر دولت مند کو غریب آدمی کو مار ڈالنے کا حق تھا۔ رسول اکرمؐ نے قیصر روم ہر کلیوس (ہرقل اعظم) کو خط لکھا کہ سلام ہے۔ اس شخص کو جو ہدایت قبول کرے اے بادشاہ اسلام قبول کرنے تو محفوظ رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تجھ کو دوگنا اجر دے گا۔ ورنہ تیری رعایا کا گناہ بھی تیرے ذمے پڑے گا۔ اسی طرح ملک شام میں منذر بن حارث غسانی ایران کے بادشاہ خسرو پرویز مصر کے والی مقوقس حبش کے نجاشی اور فرمانروائے بحرین منذر بن ساوی۔ الغرض بے شمار ممالک کے بادشاہوں تک اپنے خطوط بھیجے اور جہاں تک پیغام رسانی کا تعلق تھا انجام دیا تاکہ دنیا پیغام الٰہی سے آگاہ ہو کر اونچ نیچ طبقاتی جنگ کو ختم کر دے۔

عورتوں کی جو حالت تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں "کار لائل" کا کہنا ہے کہ بعثت کے قریب پادریوں میں بحث تھی کہ عورت انسان ہے کہ نہیں، کئی دن تک تکرار کے بعد انسان تو مانا لیکن یہ فیصلہ کیا کہ مردوں کا کھلونا ہے۔ ایران میں زردشت کی تعلیم ختم ہو چکی تھی جب آپ کی بعثت ہوئی تو وہاں عورت نہ تو کسی کی ماں تھی نہ کسی کی بیٹی صرف عورت مانی جاتی تھی، گویا کوئی امتیاز نہیں تھا۔ عرب میں عورت کی کوئی عزت نہ تھی لڑکی پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دی جاتی تھی۔

ہندوستان میں عورت کو اپنے مردہ شوہر کے ساتھ خواہ دو دن کی بیاہی کیوں نہ ہو ستی ہو جانا پڑتا تھا۔ عورت کی جگہ جگہ ذلت تھی۔ لیکن رسول اکرمؐ نے وراثت میں سب کو شریک کیا۔ مرد کا دوہرا اور عورت کو اکہرا حصہ اس لئے رکھا کہ باپ لڑکے کو لکھاتا پڑھاتا ہے "تاکہ وہ خوشگوار زندگی گذار سکے، اور میری خدمت بھی کر سکے۔ کوئی باپ بیٹے کو مصیبت میں مبتلا ہوتے نہیں دیکھ سکتا، بیٹا باپ کی قوتِ بازو ہوتا ہے۔ لڑکا اپنی، اپنے والدین اور اپنے بیوی بچوں کی کفالت کرتا ہے اس لئے اس کا دوہرا حصہ رکھا، اور لڑکی صرف اپنی ہی کفیل ہے اور شادی کر کے دوسرے کی کفالت حاصل کر سکتی ہے۔ اس لئے از روئے انصاف اس کا اکہرا حصہ رکھا، عورت اور مرد میں منصفانہ حقوق قائم کرنے کے ساتھ رسول اکرمؐ نے ہدایت فرمائی کہ عورت گھر کی زینت ہے وہ ضرورت پر، پردہ حیا کے ساتھ باہر بھی نکل سکتی ہے۔ لیکن کلب کی رونق نہیں بن سکتی، اسی کا نام اعتدال کی راہ اور صراطِ مستقیم ہے۔

پہلے بیوہ کو نکاح کی اجازت نہیں تھی، مرد کو دس گیارہ شادیاں کرنے کا حق ہوتا تھا۔ رسول پاک نے فرمایا یہ فطرتِ انسانی کے بالکل خلاف ہے کہ مرد تو عورت کے مرنے پر شادی کر لے

. . . .

اور عورت مرد کے مرنے پر نہ کر سکے۔ ہر مرتبہ بیوہ ہو جانے پر عورت کو نکاح کرنے کا حق ہے

اور مرد بیک وقت اگر انصاف قائم نہیں رکھ سکتا ہے۔ تو چار کا حق رکھتے ہوئے بھی ایک سے زائد شادی نہیں کر سکتا۔ طلاق کے مسئلہ میں رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ اگر آپس میں جھگڑا ہو جائے۔ تو درگزر سے کام لو طے نہ ہونے پر عزیز داروں کے فیصلہ کو تسلیم کرو اگر پھر بھی مسئلہ حل ہوتے نظر نہ آئے تو طلاق دے دو۔ مگر جو کچھ بھی دے چکے ہو۔ واپس نہ لو۔ بشرطیکہ وہ خوشی سے واپس ...... کر دے دنیا نے طلاق کا مذاق اڑایا۔ لیکن سترھویں صدی میں یورپ نے وراثت اور اٹھارہویں صدی میں طلاق کو قانونی حیثیت دے کر رسول اکرمؐ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی آج بیسویں صدی میں ہندوستان بھی ہندو کوڈ بل پیش کر کے وراثت اور طلاق کو تسلیم کر چکا ہے۔

رسول اکرمؐ کے چودہ سو برس پہلے کا دیا ہوا درس آج دنیا کو دہرانا پڑ رہا ہے درحقیقت رسول اکرمؐ نے منصفانہ انقلاب پیدا کیا، دنیا رفتہ رفتہ آپ ہی کے بتائے ہوئے راستہ پر آ رہی ہے۔

چاروں طرف بڑی حکومتیں ہیں

سرمایہ دار اور غریب دو طبقہ میں تقسیم ہے۔ سرمایہ دار عیش کر رہا ہے اور غریب نان شبینہ کو محتاج ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے سرمایہ دار تجھے اپنی رقم کا چالیسواں اور کاشت کا دسواں حصہ غریب کو.... بلا جھجک کے دینا پڑے گا اگر کوئی غریب نہیں ملتا ہے۔ تو خلیفہ کے پاس جمع کر دینا ہوگا تاکہ غریب کا کام بھی چلتا رہے اور وراثت کے ذریعے جائداد قائم نہ رہ کر تقسیم ہوتی رہے دنیا اگر تسلیم کر لیتی ہے تو طبقاتی جنگ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ رسول اکرمؐ نے سود کو حرام قرار دیا ہے آپ کا ارشاد ہے کہ پریشان کو قرض اگر دو تو احسان کر کے نہ دو اس کی بیکسی سے فائدہ نہ اٹھاؤ جو سود کھاتا ہے وہ خدا کو چیلنج کرتا ہے جوئے کو بھی حرام قرار دیا جس کے نتائج سے دنیا واقف ہے۔ (باقی آئندہ)

ہدیہ نعت

محمد یعقوب علی صوفی بی۔اے پنشنر گوجرانوالہ

محمدؐ وہ کہ بزم دہر میں ہے اہتمام اُن کا
ہر اک نقش قدم ہے قابل صد احترام اُن کا

ہزاروں جانفزا نغمے ہیں اُن کی لب کشائی میں
اشاروں میں ہے کیف و روح پرور ہے پیام اُن کا

شب معراج یہ عقدہ کھلا اہل بصیرت پر
پرے ہے وسعتِ کون و مکان سے بھی مقام اُن کا

دلوں میں کیوں سما جائے نہ پھر آوازِ حق اُن کی
کہ خود تفسیر قرآن مقدس ہے کلام اُن کا

اُنہیں مد نظر تھی نوع انسانی کی بہبودی
زمانے میں لقب پھر کیوں نہ ہو خیر الانام اُن کا

ہوئی ہیں رونقیں پیدا گلوں میں اور شگوفوں میں
چمن کے ذرے ذرے میں ہے جاری فیضِ عام اُن کا

یہ رعنائی کہاں اس میں یہ زیبائی کہاں اس میں
مقابل ہو نہیں سکتا کبھی ماہ تمام اُن کا

چمن اُن کا نسیم مشکبار اُن کی بہار اُن کی
یہ سارا سلسلہ ہے زیر چرخ نیلی فام اُن کا

نبیؐ کے آستانہ پر ملائک بھی ہیں صف بستہ
جسے کہتے ہیں صوفیؔ وہ بھی ہے ادنیٰ غلام اُن کا

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اے کہ ترا وجود ہے نازشِ بزمِ ممکنات
اے کہ ترا ورود ہے مظہرِ جلوۂ صفات
باغ و بہارِ انس و جاں، تیرا حیات بخش نام
تیرا ظہور دل نواز وجہِ فروغِ شش جہات
ماہ و نجوم و کہکشاں، کون و مکان و لامکاں
تجھ سے ہے ارتقا پذیر سلسلۂ تعینات
تیری ہر اک نوائے لب عزم و عمل کا آئینہ
تیرا ہر اک نقشِ پا مشعلِ جادۂ حیات
تیری صدا سے گرد اگرد لات و منات کا طلسم
تیری اذاں سے پاش پاش بتکدۂ تصورات
تیرے قدم پہ سر بہ خم ارض و سما کی عظمتیں
تیری نظر پہ آشکار رازِ درونِ کائنات
شام و سحر کی گردشیں اُس کو فنا نہ کر سکیں
تیری نگاہِ لطف نے بخش دیا جسے ثبات
طاعت و پیروی تری جزوِ اساسِ دیں ہوئی
اس سے رہا جو بے خبر، اُس کی نہ ہو سکی نجات
فطرتِ حق نے جھوم کر تیری زبان چوم لی
تو نے بلند جب کیا غلغلۂ تغیرات
ہے ترے ذوقِ علم پر کاوشِ آگہی کو ناز
تو نے بتائے عشق کو حسنِ ازل کے واقعات
خمکدۂ الست سے کیفیتیں نکھار کر
فکر و نظر پہ وا کئے تو نے رموزِ کائنات
فوز و فلاحِ عقل ہے صرف انہیں پر منحصر
نظمِ جہاں میں جس قدر تو نے کئے تصرفات
تو نے ہی آ کے ختم کی بحثِ حقیقت و مجاز
تو نے مٹا دئیے تمام زندگی کے توہمات
تیرا جمال نورِ حق، تو نے دیا شعورِ حق
مرکزِ امن تیرا نام، محورِ خلق تیری ذات
محسنِ کائنات تو، رحمتِ کائنات تو
تجھ پہ صلوٰۃ اور سلام، تجھ پہ سلام اور صلوٰت

بقیہ: تعزیتی خط

طرح بے یار و مددگار تھا کبھی دُکھ کی بات شیخ صاحبؒ سے کر لیا کرتا تھا۔

عزیز القدر! ان کی موت ان کی موت نہ تھی بلکہ ایک نظریہ اور ایک عقیدہ کی موت ہے۔ آپ کو ایسا شفیق، ہمیں ایسا ساتھی نہ ملے گا وہ سراپا اخلاق ہی اخلاص تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے اور اعلیٰ مقامات جنت الفردوس میں نصیب فرمائیں جماعت کے سب ساتھی آپ کے ساتھ اس المیہ میں غم کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل نصیب فرمائیں — میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ مجلس احرار میں میری شمولیت جناب شیخ صاحب مرحوم کا خلوص اور آزادی کی تڑپ، عالم اسلام کی محبت و ہمدردی دیکھ کر ہوئی تھی۔ ان سے پہلی ملاقات کرتارپور ضلع جالندھر میں ہوئی — میں پھر ایک مرتبہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں اور آپ کو صبر کی تلقین — والسلام

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی اہلیہ محترمہ کا

انتقالِ پُر ملال

دارالعلوم دیوبند سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ (۲۵ رجون ۱۹۶۷ء) کی سہ پہر کو حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی اہلیہ محترمہ نے طویل علالت کے بعد بعمر ۷۰ سال داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ بہت عرصہ سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھیں حتی الامکان علاج کیا گیا مگر وقت موعود آچکا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنی بیکراں رحمتوں سے نوازے، حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کے قریب مرحومہ کو سپرد خاک کیا گیا۔

دارالعلوم دیوبند میں مرحومہ کے لئے کلمہ طیبہ اور قرآن شریف کا ختم کرا کر ایصالِ ثواب کرایا گیا۔ اور مدرسہ کی تعطیل کر دی گئی، حضرت شاہ صاحبؒ سے تعلق رکھنے والے حضرات سے گذارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ حضرت مرحومہ کے لئے ایصالِ ثواب فرمائیں۔

مرحومہ کے پس ماندگان میں مولوی سید محمد ازہر شاہ صاحب مدیر رسالہ دارالعلوم اور مولانا انظر شاہ صاحب مدرس دارالعلوم کے علاوہ ایک صاحبزادی راشدہ خاتون ہیں۔

(مولانا معراج الحق نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تقریر: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی   تحریر: محمد عثمان غنی بی، اے

(۵)

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تشریف لائے تو میں نے جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے یہ بات عرض کی تو پوچھا کہ ابوہریرہؓ! کھانا بھی کھایا کہ نہیں کھایا؟ عرض کی حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو بھوکا ہوں۔ فرمایا۔ چل میرے ساتھ، ساتھ لائے مسجد نبویؐ میں پہنچے، دیکھا تو آگے دس ہیں یا گیارہ ہیں (الفاظ یاد نہیں) اور بھی بھوکے بیٹھے تھے۔ کہاں جاتے؟ اور کس کا در تھا امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے در کے بغیر؟ سبحان اللہ۔ صحابہؓ بڑے پاکیزہ وجود گذرے ہیں — بڑے پاکیزہ وجود — اپنے گھروں کو چھوڑا — اگر صحابہؓ بھی معیارِ حق نہیں تو کون ہیں؟ دس گیارہ اور بھی بیٹھے تھے۔ میں بھی جا کے بیٹھ گیا — حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اندر تشریف لے گئے (بخاری میں ہے) تھوڑی دیر کے بعد ایک بڑا بھرا ہوا پیالہ لے کر آئے جس میں دودھ تھا۔ دودھ میں جو کے ستو تھے۔ ملا کر لائے۔ میں سمجھا کہ مجھے دیں گے۔ فرمایا کہ ابوہریرہ! لو۔ اور وہاں سے دائیں جانب سے شروع کرو، ان سب کو پلاؤ۔ میں نے ایک صحابی کو دیا۔ اُس نے خوب سیر ہو کر پیا، پھر دوسرے کو، تیسرے کو حتیٰ کہ سب پی چکے۔ حکم فرمایا۔ اب تم خود پیو۔ تعلیم بھی بتائی۔ خود پیو۔ میں نے خود پینا شروع کیا۔ ابوہریرہؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں۔ کہ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ میرے ناخنوں سے بھی دودھ نکل رہا ہے اتنا میں سیر ہو گیا۔ جب میں پی چکا تو میں نے پیالہ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیش کیا — حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوہریرہ! میں خود بھی بھوکا تھا۔ اس پیالے میں جو بچا کھچا دودھ تھا وہ امام الانبیاء نے خود پیا۔ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) سیرت! آج مسلمان سیرت لئے پھرتا ہے۔ اس ڈونگے کو ہاتھ نہ لگانا جراثیم اندر داخل ہو جائیں گے۔ جہاں کھانا ہوتا ہے۔ وہاں پلیٹیں ایسی پڑی ہوتی ہیں جیسے اوپریشن کرنے لگے ہیں۔ ڈرنگا ڈرنگ۔ ڈرنگا ڈرنگ — نہ کوئی بسم اللہ، نہ کوئی الحمد للہ، نہ کوئی خدا، نہ کوئی رسول — خدا کا دیا ہوا تو مسلمان ایسے کھاتا ہے جیسے حیوانوں سے بھی بدتر — یہ ہنسنے کی باتیں نہیں ہیں۔ رونے کی باتیں ہیں۔ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) تو گیارہ صحابہ کو کھلائیں۔ وہاں نہ چھوت ہے نہ چھات ہے، نہ کوئی بیماری ہے نہ جراثیم ہیں، نہ دانت خراب ہیں نہ ناک خراب ہے اور سب سے آخر میں خود پیتے ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آج ہم مولوی عار سمجھتے ہیں کہ یہ میرا شاگرد ہے، بھائی! یہ میرا خلیفہ ہے اسے روٹی ذرا پرے ہی دینا اسے میرے ساتھ نہ بٹھلانا — اور "حضرت صاحب" تو نزدیک ہی نہیں آنے دیتے — پردہ لگا دو، "حضرت صاحب" روٹی کھا رہے ہیں — امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ساتھ بیٹھ کے کھاتے ہوں اور گیارہ صحابہ کو پلایا، پھر دودھ آپؐ نے پیا۔ اس میں کیا چھوت چھات ہوئی۔ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ سنت ہے۔ اس لئے فرمایا۔ سُؤرُ الْمُؤْمِنِ شِفَاءٌ۔ مسلمان کا جھوٹا شفاء ہے۔ ہم کہتے ہیں شفاء نہیں ہے بلکہ جراثیم چلے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں یورپ میں تو اتنے جراثیم ہوتے ہیں اور جراثیم تمہارے اندر چلے گئے تو تم مر جاؤ گے اور تم مرو گے تو پتہ نہیں سورج چڑھتا ہے کہ نہیں چڑھتا۔ وہ جب مارتا ہے تو ویسے بھی مار دیتا ہے۔ وہاں کچھ دیر نہیں لگتی۔

ایبٹ آباد میں ہمارے دوست پروفیسر تھے۔ کالج کے وائس پرنسپل تھے۔ وہ گھر سے ناشتہ کر کے کار میں گئے، ایبٹ آباد پہنچے، کالج میں گئے، —— کالج میں لیکچر دیا۔ پھر واپس آ رہے تھے، اپنی موٹر میں۔ بس بریک جو دبائی تو دل پر کچھ اثر پڑا۔ بس ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں مر گئے۔ (اللہ سب کے گناہوں کو معاف فرمائے)

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام نے ایک دو واقعات تو چھوڑ دیجئے وہ جانتے تھے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دربار سے جو مل سکتا ہے وہ اور کہیں سے نہیں مل سکتا —— اور جو کہیں سے مل سکتا ہم وہیں سے لیں گے امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہم نے کیا لینا ہے؟ دین — اس لئے امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سیرت حاصل کی صحابۂ کرام نے۔

تو حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن نے کیا کہا؟ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی۔ اللہ وہی وہ ذات ہے جس اللہ نے اپنے رسولؐ کو ہدایت دے کر بھیجا۔ اور رسول کے لفظ کی تشریح میں کر رہا تھا۔ تو رسول سے مراد یہاں پر کون ہیں؟ جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضورؐ کی شان کیا ہے؟ جب تک شان کا نہ پتہ ہو میرے بزرگو! اس وقت تک عمل کی قوت نہیں پیدا ہو سکتی۔ پہلے شان کا احساس ہو کہ امام الانبیاءؐ کتنی اونچی شان کے مالک ہیں۔ اور قرآن بھی فرماتا ہے کہ ان کی بات کو میری بات سمجھو، ان کے حکم کو میرا حکم سمجھو، ان کے آگے مت چلو، ان کی آواز سے اپنی آواز مت بلند کرو، ان کو لوگوں کی طرح مت بلاؤ۔ اگر اتنی سی بات ہوتی کہ رسول کریم ایک قاصد تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور پروانہ دے کر چلے گئے، کیا آپ تو اکثر دفتر کے ملازم ہیں میرے بھائی! آپ کے دفتروں میں چپڑاسی ہوتے ہیں۔ کبھی کسی افسر نے کہا ہے کہ میں اس دفتری کو بھیج

بھیج رہا ہوں۔ اس کو اُسی کرسی پر بٹھانا جس پر مجھے بٹھایا کرتے ہو۔ اس کو خوب مزے دار دعوت دینا، اس کی عزت کرنا، اس کو سیلوٹ دینا۔ اس کا احترام کرنا — کبھی کسی نے کہا ہے؟ نہیں کہتے۔ کیونکہ اس کا مقام اور، اس کا مقام اور ہے — لیکن یہاں؟ یہاں تو فرمایا کہ سن لو دنیا والو! یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ۔ اے ایمان والو! یاد رکھو! لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ نبیؐ کی آواز پر اپنی آواز مت بلند کرو۔ وَلَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ نبیؐ کو اس زور سے مت پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ تمہارے سارے عمل برباد ہو جائیں گے۔ اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا۔ سارے عمل برباد ہو جائیں گے توہینِ نبوت سے۔ لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ — (سورتِ حجرات کو دیکھئے) یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط — اے ایمان والو! اللہ کے آگے مت چلو، اللہ کے رسول کے آگے مت چلو۔ کیا مطلب ہے اس کا؟ اللہ کھڑا ہے کہ اللہ کے آگے نہ چلیں؟ یعنی اللہ نے ایک بات کی، قرآن نے کہہ دیا۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ تو تم نے اگر اس کے برخلاف آواز اٹھائی تو تم گویا خدا کے آگے چل پڑے — اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو بات کہیں تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بات کہی تو تم گویا رسولؐ کے آگے چل پڑے۔ اب خدا سے ڈرو۔

آگے چل کر فرمایا کہ دیکھو میرے نبیؐ کی شان ذرا سمجھ لو لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ نبیؐ کی آواز سے اپنی آواز اونچی مت کرو۔ وَلَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ۔ اور اتنی اونچی باتیں بھی نہ کرو۔ اور وہاں پر فرمایا — اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ط لَھُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ جو لوگ اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے جانچ لیا ہے — یعنی دل کا تقوےٰ کس سے حاصل ہے؟ آدابِ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے۔

پچھلے درسِ قرآن منعقدہ جون ۱۹۶۶ء میں میں نے عرض کیا تھا کہ تقویٰ کی تین قسمیں ہیں۔ زبان کا تقویٰ، دل کا تقویٰ، عمل کا تقویٰ — اور دل کا تقویٰ کس سے پیدا ہوگا؟ ادبِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اس لئے فرمایا کہ دیکھو — جب تم امام الانبیاءؐ کے پاس پہنچو یا جو لوگ پہنچ گئے، اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں اللہ کے نبی کے سامنے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کو دل کا تقوےٰ حاصل ہو چکا ہے لَھُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ اُن کے میں نے سارے گناہوں کو معاف کر دیا۔ لیکن جو لوگ اپنی باتوں کو امام الانبیاءؐ کی بات سے اونچا کرتے ہیں اُن کے متعلق فرمایا۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ تو تمہارے سارے عمل برباد ہو جائیں گے۔ ترجمہ دیکھئے — اَعْمَالُکُمْ۔ تمہاری نماز برباد، تمہارا روزہ برباد، تمہارا حج برباد، قرآن کا پڑھنا برباد، تمہارے سارے اعمال برباد اور تم کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ تم یہ کہوگے کہ ہم "تحقیق" کر رہے ہیں اور تحقیق کرتے کرتے سارے عمل برباد کر دوگے۔

یاد رکھو، میرے دوستو! قرآن مجید میں جہاں تک میں جانتا ہوں تین کام ہیں جن سے سارے عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک آدمی نماز نہ پڑھے تو اسے نماز ہی کا عذاب ہے روزہ نہ رکھے تو اسے روزے ہی کا عذاب ہے۔ زکوٰۃ نہ دے تو زکوٰۃ ہی کا عذاب ہے، حج نہ کیا تو اس کا گناہ ملے گا۔ لیکن تین ایسے کام ہیں جن سے سارے عمل برباد ہو جاتے ہیں، جتنے عمل بھی کئے مٹ جاتے ہیں۔ ایک ہے ارتداد — مسلمان تھا، کافر بن گیا (اللہ بچائے کفر و شرک سے) جتنے عمل بھی کئے تھے، پچاس سال کا مسلمان تھا کافر بن گیا۔ سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔ گیا قصہ ختم ہو گیا، راکھ بن گیا — جیسے کہ آگ لگا دی — اور دوسرا ہے اللہ کے دین کو دل سے برا سمجھنا۔ کَرِھُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَھُمْ۔ (سورۃ محمدؐ میں آتا ہے) کہ جو لوگ اللہ کے لائے ہوئے دین کو، اللہ کے بھیجے ہوئے دین کو، اللہ کی بھیجی ہوئی کلام کو دل سے برا سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اجی اور تو اسلام سارا اچھا ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ بیٹیوں کو بھی حصہ دو — یہ بات کچھ سمجھ نہیں آتی، بھلا بیٹیوں کو کیوں حصہ دیں — دیکھا؟ بُرا سمجھا نا؟ دل سے بُرا سمجھتا ہے — تو یاد رکھیے قرآن کہتا ہے فَاَحْبَطَ اَعْمَالَھُمْ سارے عمل برباد ہو گئے۔ دل سے قرآن کی بات کو بُرا سمجھنا، دل سے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کو بُرا سمجھنا، سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔ اور تیسری ہے توہینِ نبوت۔ فرمایا۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ اپنی آوازوں کو نبیؐ کی آواز پر مت بلند کرو۔ تم نہیں سمجھتے اس بات کو، تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ نبی دنیا میں فقط ایک انسان تھے۔ وہ آئے اور بس آ کر چلے گئے، کام کر چلے گئے، تم غلط سمجھے ہو۔ بلکہ میرے نزدیک تو قبول کا معیار محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں کیا قرآن میں نہیں آتا؟ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ جس نے (میرے بھیجے ہوئے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بات مانی فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ط اُس نے خدا کی بات مان لی اور حضورؐ کی بات نہیں مانی تو خدا کی بات بھی نہیں پھر کیونکہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ

(باقی صـ

(۵)

مَیں عرض یہ کر رہا تھا کہ نبی تو بڑے مقام کے مالک ہیں، اولیاء اللہ بھی اس فرضِ ولایت کو جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ لوگوں کے سپرد ہوتا ہے۔ کائنات کی بہبودی، کائنات کی رہنمائی، کائناتِ انسانی کو اللہ کی طرف بلانا، راتوں دنوں میں وہ اللہ تعالےٰ کے روبرو سربسجود رہتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں، مجاہدات کرتے ہیں، ریاضتیں کرتے ہیں، سفر کرتے ہیں — کیا خیال ہے آپ کا سیّدنا خواجہ معین الدین اجمیریؒ جو چشت سے چل کر آئے تھے اجمیر، کس کے لئے آتے تھے؟ کیا وہ مریدوں کے پاس آئے تھے چندہ لینے کے لئے؟ یا شاگردوں کے پاس آئے تھے؟ یا کسی بادشاہ کے پاس آئے تھے کہ مجھے تم گھوڑے دے دو یا تین چار مربّعے دے دو؟ کیوں آئے تھے؟ حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور کیوں آئے تھے؟ علاؤ الدین صابر کابل سے کیوں آئے تھے؟ سید مجدد الف ثانیؒ نے سرہند میں ڈیرہ کیوں لگایا تھا، بستی پٹھاناں میں، پٹیالہ میں کیوں ڈیرہ لگایا تھا؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط پھیلانے کے لئے۔ اُن پر ایک فرض عائد ہوتا تھا کہ اے معین الدین اجمیریؒ! اے علی ہجویریؒ! اے سیّد احمد! اے فلاں! اے فلاں! تم اس نبی کی امت میں سے ہو جس نبی کو یہ لقب دیا گیا وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط تم اس نبی کی امّت ہو جو خاتم النّبیین ہے۔ نبوّت تو اب ختم ہو چکی ہے لیکن کارِ نبوّت باقی ہے اور کارِ نبوّت یہ ہے کہ اللہ سے کٹے ہوؤں کو اللہ تک ملاؤ۔ یہ اس فرضِ منصبی کو پورا کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکلے، اپنے ملکوں سے نکلے، اپنے وطنوں سے نکلے اور دور دراز خدا کا دین پھیلایا — تو یہ مشکل بات تھی یا آسان بات تھی؟

میرے بزرگو! اسی طرح انبیائے علیہم الصلوٰۃ والتسلیم پر جو القائے وحی ہوتا ہے تو ان کو طبعی طور پر یہ چیزیں سامنے آ جاتی ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جتنا ایک فریضہ عائد کر دیا گیا ہے، اس فریضے کو پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد میرے ساتھ شاملِ حال ہونی چاہئے — تو وہی بات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش ہوئی۔ اس لئے مَیں عرض کر رہا تھا کہ سورتِ اعراف سے پہلے نازل ہوئی ہے سورتِ انشراح جس میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۙ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ ۙ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ط کتنا پیارا خطاب ہے۔ یہ بھی مکّی سورت ہے — اَلَمْ نَشْرَحْ۔ کیا نہیں کھول دیا ہم نے؟ لَکَ صَدْرَکَ ط آپؐ کے لئے آپ کا سینہ۔ ہم نے آپؐ کے سینے کو کھول دیا ہے۔ آپ کوہِ صفا پر بھی چڑھتے ہیں تو کہتے ہیں یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ ط قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط مروہ پہ بھی چڑھتے ہیں تو یہ عکاظ کے بازاروں میں جاتے ہیں۔ تب گلی کوچوں میں بھی یہ کہتے ہیں، اللہ کا ذکر آپؐ ہر وقت کرتے ہیں۔ ہر ایک کو دعوت الی اللہ دیتے ہیں۔ ہم نے آپؐ کے سینے کو کھول دیا ہے۔ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۙ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ ۙ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۝ اے میرے حبیبؐ! ہم نے آپؐ کے ذکر کو بہت بلند کر دیا۔

تو اس حَرَجٌ کو یہاں پر بیان فرماتے ہیں رب العالمین کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ یہ قرآن مجید بڑی عظمت کی کتاب ہے۔ اُنْزِلَ اِلَیْکَ جو نازل کی گئی ہے آپ کی طرف۔ اب پھر کیا ہونا چاہئے میرے حبیبؐ! فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ — پس نہ ہونا چاہئے آپؐ کے سینے میں حَرَجٌ۔ کسی قسم کی تنگی کا وجود۔ مِنْهُ۔ اس کتاب کے پہنچانے میں — کتاب کے قبول کرنے میں نہیں ہے۔ کتاب تو آ چکی ہے۔ اب آپؐ اس کو پہنچائیں۔ اور جب پہنچائیں گے تو اس کے دو نتیجے نکلیں گے لِتُنْذِرَ بِهٖ۔ تاکہ آپ ڈرائیں مجرموں کو، خطاکاروں کو، اِس کتاب کی وجہ سے، اس کتاب کے ساتھ —

یاد رکھیں! یہاں پر وعظ و نصیحت کی بنیاد بیان کی جا رہی ہے میرے بزرگو! واعظ دنیا میں بہت ہو گئے ہیں۔ وعظ سننے میں یہ دیکھ لیا کریں کہ واعظ، یہ مبلغ صاحب کس چیز کو بیان کرتے ہیں۔ اگر بنیاد رکھی انہوں نے قرآن مجید کی آیتوں پر اور اس کی تشریح کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے ساتھ اور اس کی تائید میں علمائے برحق، اولیاء اللہ کے واقعات بیان کئے تو اس کو بسر و چشم قبول کیجئے۔ میرا یہ مشورہ ہے — لیکن نہ قرآن آتا ہے، نہ حدیث آتی ہے اور دو تین قصّے یہاں کے لئے، دو تین قصّے وہاں کے لئے، نہ ان کی کوئی بنیاد ہے نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے۔ تو پھر مَیں یہ مشورہ دوں گا ایسی محفلوں میں نہ جایا کیجئے۔ قرآن مجید کو دیکھ لیجئے — یہاں پر بھی امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا فرمایا۔ لِتُنْذِرَ بِهٖ۔ تاکہ آپؐ دنیا والوں کو ڈرائیں۔ یہ قرآن سنا سنا کر — اور سورت قٓ میں تو صاف حکم دیا۔ فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۝ اے میرے حبیبؐ! قرآن سنا سنا کر لوگوں کو نصیحت کیجئے جو میری وعید سے، میرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ ان کے سامنے آپ قرآن پڑھیں، قرآن پیش کریں۔ بھائی اگر میرے بزرگو! قرآن اثر نہیں کریگا تو اور پھر قصہ کیا اثر کرے گا؟ یہاں ایک اشکال سن لیجئے — اشکال ہوتا ہے۔ یہ جو ہم دیکھتے ہیں بسا اوقات

قرآن پڑھا جاتا ہے تو اثر نہیں ہوتا لیکن کوئی اور بات پڑھی جاتی ہے تو اثر ہو جاتا ہے میرے بزرگو! وہ اثر در حقیقت نہیں ہوتا۔ صحیح اثر اُسے کہتے ہیں جو دیرپا ہو۔ اثر قبول کیا تا عمر فاروق رضؓ نے قرآن پڑھنے کا، بہن نے قرآن پڑھا، حضرت فاطمہؓ نے (حضرت عمرؓ کی بہن کا نام بھی فاطمہ تھا) بہن نے قرآن پڑھا، اُس عمرؓ نے قرآن سنا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لیے آیا ہے (اللہ میری بہنوں کو بھی، آپ کی بہنوں کو بھی ایسی بہنیں بنائے جو قرآن پڑھ پڑھ کر بھائیوں کے دلوں کو راغب الی اللہ کریں۔ اور بھائیوں کو بھی اللہ ایسا بھائی بنائے جو قرآن پڑھ پڑھ کر بہنوں کے دلوں کو راغب الی اللہ کریں) آج لوگ فخر کے ساتھ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ نصیب فرمائے) بہن بھائی اکٹھے ناچتے ہیں جسے ڈانس (DANCE) کہتے ہیں انگریزی میں ـــ ناچنا ـــ ڈانس ہو گیا ہے۔ اکٹھے ناچتے ہیں۔ فخر کی بات سمجھتے ہیں۔ نہ بہن کو بھائی سے کوئی حیا نہ بھائی کا بہن سے کوئی حیا ـــ شرم و حیا مسلمان سے رخصت ہو چکا ہے۔ نہ باپ سے شرم، نہ ماں سے شرم، نہ بیٹی سے شرم، نہ بہو سے شرم، نہ بیٹے سے شرم۔ شرم و حیا جو تھا وہ مسلمان کے اندر سے نکل چکا۔ اور یہ میرے بزرگو! سب سے بڑا عذاب ہے۔ قوم میں سے شرم و حیا کا نکل جانا بہت بڑا عذاب ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس چیز نے مسلمان کیا؟ بہن کے قرآن پڑھنے نے ـــ بہن قرآن پڑھ رہی ہے، ڈر گیا عمر فاروقؓ۔ فوراً مسلمان ہو گیا ـــ

کعب احبار یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی پایا مگر اسلام قبول نہ کیا اپنے دین پر رہے۔ حالانکہ اسلام کی تعریف اور اس کی حفاظت وہ سمجھتے تھے مگر دل میں خشیت الٰہی پیدا نہ ہوئی آخر جب بخت جاگا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ بابرکت میں قرآن پڑھنے والے سے جب یہ آیت سنی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ اسلام قبول کر لیا اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لانے کی وجہ بیان فرمائی جیسا کہ تفسیر خازن میں موجود ہے اَسْلَمْتُ مَخَافَةَ اَنْ یُّصِیْبَنِیْ وَعِیْدُ هٰذِهِ الْاٰیَةِ۔ یہی بات حضرت عبداللہ بن سلام کے اسلام لانے کے متعلق بھی ہے۔ آپ مدینہ منورہ کے یہودیوں کے بہت بڑے عالم اور ان کے مفتی تھے ملک شام کے سفر سے واپس آ رہے تھے کہ ایک قاری سے سنا وہ قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ گھر جانے سے بھی پہلے دربار سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرتے ہوئے عرض کیا۔ حضرت یہ آیت سن کر میرا دل لرز گیا اور یوں معلوم ہوا کہ اگر میں اسلام قبول کرنے سے پہلے گھر چلا گیا تو شاید میرا چہرہ اللہ تعالیٰ مسخ نہ کر دے ـــ اور بعض تفسیروں (خازن) میں یہ بھی آیا ہے کہ مجھے تو اس قدر خطرہ لاحق ہو گیا کہ جناب تک پہنچتے پہنچتے جو دیر لگ جائے گی اس میں بھی میرا چہرہ کہیں مسخ نہ ہو جائے۔ تو میرے بزرگو! نگاہ و دل کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ دل میں خشیت الٰہی پیدا ہو۔ اقبال کی بات بھی سن لیں ؎

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

تو میرے بزرگو! وَلِتُنْذِرَ بِهٖ۔

آج مسلمان قرآن پڑھتے گھروں میں برکتیں پیدا ہوں، نور پیدا ہو، تنذیر کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن مجید ہے۔ اس کی تشریح ہے قول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس کی وضاحت میں آپ پیش کر سکتے ہیں علمائے حق کے واقعات، اولیاء اللہ کی کرامتیں پیش کر سکتے ہیں اور دیگر چیزوں کو پیش کریں لیکن اساس کسے بنائیں؟ قرآن کو۔ لِتُنْذِرَ بِهٖ۔ تاکہ آپ ڈرائیں اس قرآن کے ساتھ، تاکہ آپ ڈرائیں اس قرآن کی وجہ سے لوگوں کو ـــ اور یہ قرآن خالی ڈرانے ہی والا نہیں ہے وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اور قرآن نصیحت تو ہے یقین والوں کے لئے۔ جن کا یقین ہو قرآن پر وہ آئیں۔ قرآن مجید کو کھولیں، یہ ایسی نصیحت دے گا کہ دنیا بھی بن جائے گی قیامت بھی بن جائے گی، اور قبر بھی پُر نور ہوگی ـــ اللہ مجھے، آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلَاغُ

بقیہ: سیرت النبیؐ

کیا ہیں فَرْقٌ بَیْنَ النَّاسِ ؕ حدیثوں میں آتا ہے۔ فرمایا کہ میں فرق ہوں بین الناس۔ جس نے میری اتباع کی وہ اللہ کا متبع اور جس نے میری مخالفت کی وہ اللہ کا بھی مخالف ہے۔

تو امام الانبیاء کی شان، صلی اللہ علیہ وسلم کی شان روحانی اعتبار سے، حضورؐ کی شان جسمانی اعتبار سے ـــ میں کیا کیا عرض کروں؟ میں تمہید میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر عمر نوحؑ بھی ہو تب بھی یہ باتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ امام الانبیاء کی شان عالم انبیاء میں، عالم ارواح میں اتنی اونچی ہے، جتنی عالم اجسام میں اونچی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ كُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ ؕ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام کا ابھی پُتلا بھی نہیں بنا تھا۔ حدیث کے الفاظ کچھ مختلف بھی ہوں مگر مفہوم یہی ہے ـــ سب سے پہلے جن کو نبوت عطا کی گئی وہ کون ہیں؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (باقی آئندہ)

بل الرفیق الاعلیٰ

۲۹ صفر کو آپؐ ایک نماز جنازہ میں شرکت کر کے واپس آ رہے تھے کہ مزاج مبارک کچھ ناساز ہوا۔ پہلے سر میں شدید درد ہوا۔ پھر بخار چڑھ آیا۔ جب تک قوت رہی آپؐ مسجد میں تشریف لا کر نماز پڑھاتے رہے۔ آخری نماز آپؐ نے مغرب کی پڑھائی۔ عشاء کا وقت آیا تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا نماز ہو چکی؟ لوگوں نے عرض کیا حضورؐ کا انتظار ہے۔ آپ نے لگن میں پانی بھروا کر غسل کیا۔ اور مسجد جانا چاہا لیکن غش آ گیا۔ طبیعت کی بحالی ہوئی تو آپؐ نے پھر ارادہ کیا۔ لیکن پھر غش آ گیا اور جب تیسری دفعہ بھی شدید ضعف سے نہ اٹھا گیا تو آپؐ نے حکم دیا۔ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔

دوسرے دن ظہر کے وقت مزاج گرامی قدرے سکون پذیر ہوا تو آپ کے حکم سے پانی کی سات مشکیں آپؐ پر ڈالی گئیں۔ غسل ہو چکا تو حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے سہارے مسجد میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آپؐ نے ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپؐ نے خطبہ دیا۔ یہ آپ کا آخری خطبہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا:—

"خدا نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ وہ خواہ دنیا کی نعمتیں قبول کرے خواہ آخرت میں جو کچھ ہے وہ لے لے۔ اس نے آخرت ہی کی چیزیں قبول کیں۔" حضرت ابوبکرؓ سمجھ گئے اور رو پڑے۔ آپ نے فرمایا:—

"میں سب سے زیادہ جس کی دولت اور رفاقت کا مرہون احسان ہوں وہ ابوبکر ہیں۔ اگر میں دنیا میں کسی کو اپنی امت میں سے اپنا دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کا رشتہ دوستی کے لئے کافی ہے۔

اور ہاں سن لو:—

"تم سے پہلے کی قوموں نے اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ مگر تم ایسا نہ کرنا"

پھر فرمایا:—

"حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے۔ میں نے وہی چیزیں حلال کی ہیں جو خدا نے حلال کی ہیں اور وہی چیزیں حرام کی ہیں جو خدا نے حرام کی ہیں"

آخر میں آپؐ نے نصیحت فرمائی کہ جزا و سزا کا تعلق انسان کے اپنے ذاتی اعمال سے ہے کوئی کسی کو مواخذہ سے نہیں بچا سکتا۔

آپ نے فرمایا:—

"اے پیغمبر خدا کی بیٹی فاطمہؓ! اور اے پیغمبرؐ کی پھوپھی صفیہؓ! خدا کے لئے کچھ کر لو میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا"

ایک مرض کی تکلیف زیادہ تھی۔ آپ چادر کبھی منہ پر ڈال لیتے کبھی الٹ دیتے۔ اس حالت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے:—

"یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا"

حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں۔ اسی بے چینی کی حالت میں فرمایا:—

"عائشہؓ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمدؐ خدا سے بدگمان ہو کر ملیگا جاؤ ان کو خدا کی راہ میں خیرات کر دو"

دوسری صبح آپ نے فجر کے وقت وہ پردہ اٹھوایا جو حضرت عائشہؓ کے حجرے اور مسجد نبوی کے درمیان پڑا تھا۔ نماز ہو رہی تھی۔ کچھ دیر تک آپ یہ منظر دیکھتے رہے۔ چہرہ پر بشاشت کی سرخی دوڑ گئی۔ آپؐ مسکرا دئے۔ پھر پردہ گرا دیا۔ یہ آخری موقعہ تھا کہ صحابہؓ نے جمال اقدس کی زیارت کی۔

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ آپ کا چہرہ مبارک ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مصحف کا کوئی ورق ہے جو سپید ہو گیا تھا دن جیسے جیسے چڑھتا گیا آپ پر جلد جلد غشی طاری ہونے لگی۔ کچھ دیر بے ہوش رہتے پھر ہوش آ جاتا۔

پھر بے ہوش ہو جاتے۔ قریب پانی کی لگن رکھی تھی آپ بار بار اس میں ہاتھ ڈالتے۔ اور چہرہ پر ملتے چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا کبھی زرد پڑ جاتا کرب کے عالم میں کبھی چادر منہ پر ڈال لیتے، کبھی گرمی سے گھبرا کر الگ کر دیتے۔ اس حالت میں اکثر زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے:—

مع الذین انعم اللہ علیہم—

ان لوگوں کے ساتھ جن پر خدا نے انعام کیا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپؐ نے اس کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ تو حضرت عائشہؓ نے مسواک لے کر دانتوں سے نرم کر کے دست مبارک میں دے دی۔ آپؐ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی۔ اب وصال کا وقت قریب تھا۔ سینہ مبارک میں گھبراہٹ محسوس ہوتی تھی۔ اتنے میں لب مبارک ہلے تو لوگوں نے یہ الفاظ سنے:—

الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم

اتنے میں ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ کیا اور تین مرتبہ فرمایا: بل الرفیق الاعلیٰ۔ بل الرفیق الاعلیٰ۔ بل الرفیق الاعلیٰ۔

یہ کہتے کہتے آواز رک گئی، ہاتھ لٹک گئے، پتلیاں چھت سے لگ گئیں اور روح مقدس عالم قدس میں پہنچ گئی۔ اللھم صل علیٰ محمد و بارک وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت کچھ نہیں چھوڑا درہم نہ دینار، غلام نہ لونڈی نہ کچھ اور صرف اپنا ایک خچر، اسلحہ، زمین اور اس کو بھی صدقہ کر گئے۔

حضرت صدیق اکبرؓ وصال نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر روتے تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے:—

"تو کتنا بدبخت ہے۔ تیرا پیار تو چل

بسا اور تو تنہا رہ گیا اور تو بالکل ماندہ ہوگیا۔ کاش میرے ساتھی کی موت سے پہلے ہی میں ایک قبر میں مدفون ہوتا اور میرے اوپر پتھروں کا انبار ہوتا۔"

"اے کاش! مرنا تھا تو ہم ساتھ مرتے۔ کیونکہ زندگی میں تو ہم ایک ساتھ تھے۔"

"اے آنکھ دریا کر رونے سے باز نہ رہ۔ قسم ہے سرور عالم پر رونے کے حق کی (حضرت صدیق اکبرؓ)

اس وقت حضرت عمر خطابؓ کی یہ حالت تھی کہ برہنہ تلوار ہاتھ میں لے کر پھر رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ کہ جو یہ کہے گا کہ حضور وفات فرما گئے ہیں۔ اس کی گردن اڑا دوں گا۔ اسی عالم میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بچشم نم تشریف لائے اور فرمایا:۔

"اے عمر صبر کرو۔ اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ موت برحق ہے وہ آکر رہیگی۔ یقیناً خدا کے رسولؐ ہم میں سے تشریف لے گئے۔ موت برحق ہے وہ آکر رہتی ہے۔ اس سے کسی کو مفر نہیں ــــ اور ایک دن ہم سب نے ایک دوسرے سے اسی طرح رخصت ہونا ہے۔ اور اپنے خدا کے حضور میں حاضر ہونا ہے وہ لافانی ہے اور ہم سب فانی۔ وہ ابدی ہے اور ہم فانی۔

اے عمرؓ! صبر کرو۔ اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

بقیہ ص ۲۳ سے آگے

پیچھے بُرائی کیا کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو آپ نے ایک خون کی نہر میں غوطہ اور ڈبکیاں کھاتے ہوئے دیکھ کر جبرئیلؑ سے دریافت فرمایا۔ تو انہوں نے جواب دیا یہ وہ سود خوار سرمایہ دار ہیں جو مزدوروں کا خون چوس کر اپنی دولت بڑھایا کرتے ہیں۔ پھر آپ نے کچھ لوگوں کو آگ کے انگارے کھاتا ہوا دیکھ کر جبرئیلؑ سے دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل نے جواب دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں ، جو یتیموں اور بن باپ کے بچوں کا مال زبردستی کھا جایا کرتے ہیں۔ پھر آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ اچھے دستر خوان اور عمدہ عمدہ کھانوں کو چھوڑ کر مرے ہوئے اور سڑے ہوئے جانوروں کے کھانے میں مشغول ہیں۔ آپ نے جبرئیل سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں جو صاف اور ستھری غذاؤں کو چھوڑ کر مردار کھا رہے ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا یہ بدکار لوگ ہیں۔ جو اپنی پاکیزہ اور حلال بیویوں کو چھوڑ کر حرام کاری اور بدکاری کرتے ہیں۔ جنت اور دوزخ کو ملاحظہ کرنے کے بعد آپ اور بلند مقامات پر تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ جبرئیلؑ نے عذر کر دیا۔ کہ ہم اپنے مقررہ مقام سے آگے نہیں جا سکتے۔ اگر ایک بال بھر بھی ہم آگے بڑھیں تو تباہ کر دیئے جائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرش تک پہنچے اور قدرت کے عجائب آپ نے دیکھے۔ عرش پر اللہ تعالےٰ سے کلام کیا۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو نمازیں عطا فرمائیں اور خاص خاص باتیں آپ پر وحی فرمائیں۔ آپ سے آپ کی امت کی مغفرت اور بخشش کا وعدہ فرمایا اور جو باتیں نبوت کے لائق اور مناسب تھیں۔ وہ سب آپ کو بتائیں ؎

کہا اس کو آغوش رحمت میں لیکر
جو تیرا نہیں ہے وہ میرا نہیں ہے

جن اسرار اور قدرت کے جن جن بھیدوں سے آپ کو مطلع کیا گیا۔ ان کو سوائے اللہ تعالےٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا پھر آپ واپس تشریف لائے اور یہ تمام سیر اور جانا آنا ایک ہی رات میں ہوا جب صبح کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام واقعات سے اپنے صحابہ کو مطلع کیا۔ اور مکہ میں یہ خبر مشہور ہوئی تو بعض مخالفوں اور آپ کے دشمنوں نے اس کو غلط بتایا اور آپ کے خلاف اپنی عادت کے موافق بُری باتیں کیں۔ لیکن جو لوگ آپ پر ایمان رکھتے تھے۔ اور آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سچا پیغمبر جانتے تھے۔ اور انہوں نے آپ کی تمام باتوں کا یقین کیا۔ اُن کا ایمان خوب مضبوط اور پختہ ہو گیا جو لوگ آپ کی مخالفت کرتے تھے انہوں نے امتحان کے طور پر آپ سے بیت المقدس کی بابت چند سوالات کئے اور راستہ کے متعلق بھی بعض باتیں دریافت کیں۔ لیکن آپ نے تمام سوالوں کا صحیح جواب دے دیا۔ جس سے مخالف بہت شرمندہ اور ذلیل ہوئے۔ لیکن بدنصیب پھر بھی آپ کی نبوت پر ایمان نہیں لائے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے بنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالےٰ نے نبی بنایا۔ آپؐ پر قرآن شریف کی تھوڑی آتیں نازل ہونے لگیں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپؐ کے پاس قرآن شریف کی آتیں لے کر آیا کرتے تھے ابھی آپؐ کو نبی بنے ہوئے بارہ برس ہوئے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپؐ کو معراج...... کا شرف حاصل ہوا معراج شریف کی کیفیت یہ ہے۔ کہ ایک رات آپؐ اپنے مکان میں آرام فرما رہے تھے۔ کہ آپؐ کے پاس حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے۔ اور آپؐ کو نہایت ادب سے جگایا جب آپؐ نیند سے بیدار ہوئے۔ تو آپؐ کو مکہ کی بڑی مسجد کعبہ میں لائے وہاں آکر آپؐ کے سینے کو کھولا اور آپؐ کا دل نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا اور پھر دل کو سینے میں رکھ کر آپؐ کے سینے کو بند کر دیا۔ پھر آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپؐ کے سامنے سواری لائی گئی اس سواری کا نام براق تھا۔ یہ سواری بڑی تیز جاتی تھی۔ آج کل کے تیز سے تیز ہوائی جہاز بھی براق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپؐ کو اس تیز رفتار سواری پر سوار کیا گیا۔ اور آپؐ کعبہ سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں بعض مقامات پر آپؐ سے حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا۔ اور آپؐ کو بتایا کہ جہاں سے آپؐ گزر رہے ہیں وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔ اور ایک مقام کو بتایا۔ کہ یہ حضرت موسٰی علیہ السلام کا وہ مقام ہے جہاں ان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے توریت عطا ہوئی تھی تھوڑی دیر کے بعد آپ کی سواری مسجد اقصٰی کو پہنچ گئی اس مسجد کو بیت المقدس بھی کہتے ہیں فلسطین کا ملک بہت مشہور ہے۔ یہ ملک بغداد شریف کے پاس ہے۔ اس ملک میں کسی زمانہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی۔ حضرت سلیمانؑ نے اس مسجد کو بنایا تھا یہ مسجد بڑی متبرک ہے۔ اس میں بڑے بڑے اللہ کے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ اور اس مسجد کے آس پاس ہزاروں نبیوں کی قبریں ہیں۔ جب ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں پہنچے تو آپؐ کی سواری کو اس مسجد کے دروازے سے باندھ دیا گیا۔ آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے دیکھا۔ کہ تمام پیغمبر جو آپؐ سے پہلے ہو چکے ہیں۔ وہ اس مسجد میں موجود ہیں۔ اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپؐ پہنچتے ہی وہاں نماز ہوئی۔ اور ہمارے نبیؐ نے سب پیغمبروں کی امامت کی۔ نماز کے بعد ہر ایک پیغمبر نے مختصر تقریر خدا کی تعریف بیان کی۔ اور اپنا اپنا ذکر کیا کسی نے کہا میں آدمؑ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اور مجھ کو برگزیدہ کیا۔ کسی نے کہا کہ میرا نام ادریسؑ ہے۔ مجھ کو اللہ تعالےٰ سچا نبی کہہ کر پکارا کسی نے فرمایا میرا نام ابراہیمؑ ہے۔ مجھ کو اللہ تعالےٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے۔ کسی نبی نے فرمایا میرا نام اسماعیلؑ ہے۔ مجھ کو اللہ تعالےٰ نے نبی اور وعدے کا سچا رسول فرمایا ہے۔ ایک نبی نے فرمایا۔ میرا نام یوسفؑ ہے۔ مجھ کو اللہ تعالےٰ نے صدیق کے خطاب سے نوازا ہے۔ کسی نے کہا۔ میرا نام نوحؑ ہے۔ اور مجھ کو میرے رب نے شکور کا معزز خطاب دیا ہے۔ جب تمام پیغمبر اپنی اپنی تقریریں کر چکے تو آخر میں ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا نام محمدؐ ہے۔ مجھ کو پہلی کتابوں میں احمد بھی کہا گیا ہے۔ ہر پیغمبر نے اپنے زمانہ میں میرے آنے کی خبر دی ہے۔ اور مجھ کو آخری پیغمبر اور خاتم النبیین کہا ہے۔ میں دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو کامل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں ایک ایسا دین لے کر آیا ہوں جس میں امیر غریب بڑے چھوٹے کے لئے یکساں قانون بنایا گیا ہے۔ میں ایک ایسی شریعت لے کر آیا ہوں۔ جس میں کمزور اور مزدوروں کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ میں دنیا کے لئے ایسا مکمل قانون لے کر آیا ہوں۔ جس پر عمل کرنے سے کسی کو تکلیف نہ ہوگی۔ اور ہر ایک انسان کو اس کا پورا پورا حق مل جائے گا۔ مجھ کو اللہ تعالےٰ نے رحمۃ للعالمین کا معزز اور مشہور خطاب دیا ہے۔ میں تمام جہان والوں کے لئے رحمت ہوں۔ میرے قانون سے اپنے اور پرائے سب فائدہ اٹھائیں گے۔ جو میری ہدایت کو قبول کریگا وہ اس دنیا کی زندگی میں بھی اور دوسرے عالم کی زندگی میں بھی آرام سے رہے گا اور جو میرے قانون پر اور میری شریعت کو چھوڑے گا۔ وہ یہاں بھی رسوا ہوگا۔ اور مرنے کے بعد دوسرے عالم میں ذلیل ہوگا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تقریر کے بعد یہ مجلس برخاست ہوگئی۔ اور جو پیغمبر روحانی حالت میں تشریف لائے تھے۔ وہ عالم ارواح کی جانب چلے گئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا۔ اور ایک پلک جھپکنے میں حضورؐ کو آسمانوں پر لے گئے۔ یہاں ہر ایک آسمان کی آپ کو سیر کرائی۔ اور یہاں بھی چند پیغمبروں سے آپ کی ملاقات ہوئی پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی دوسرے پر حضرت عیسٰیؑ اور حضرت یحیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام نے ملاقات کی اور چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے ملاقات ہوئی۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ساتویں آسمان پر آپ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ اس کے بعد آپ ایک اور مقام پر پہنچے۔ جس کا نام سدرۃ المنتہیٰ تھا۔ پھر آپ کو حوض کوثر دکھایا گیا۔ پھر آپ جنت میں تشریف لے گئے اور جنت کو بالتفصیل ملاحظہ فرمایا۔ اور وہاں قدرت کے ایسے ایسے عجیب و غریب کام دیکھے۔ اور ایسی ایسی باتیں دیکھیں۔ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ اور نہ کسی انسان کے قلب میں ان باتوں کا دھیان آیا پھر آپ کے سامنے دوزخ پیش کی گئی آپ نے اس میں ہر ہر قسم کے خوفناک اور خطرناک عذاب ملاحظہ فرمائے۔ بعض لوگ دوزخ میں آپ کو مختلف عذاب کی حالت میں دکھائے گئے۔ مثلاً آپ نے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ وہ مرے ہوئے انسانوں کا گوشت کھا رہے ہیں۔ آپ کے دریافت کرنے پر جبرئیل علیہ السلام نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے بھائی مسلمان کی پیٹھ

(باقی صہ ۲ پر)

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵ | ۲۴ | ۷ رجولائی ۱۹۶۷ء

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۶۷۹/۳۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور
پبلشر نے چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ
لاہور سے شائع ہوا